بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلالی کارداز عصمتِ اہل بیت علیھم السلام

تحریر و تحقیق : آغا قسور عباس حیدری

حال ہی میں جلالی کا ایک ویڈیو سنا جس میں وہ کہہ رہا ہے کہ اہل بیت کی عصمت کا عقیدہ ٹھیک نہیں جس پہ اس نے وہی پیر مہر علی شاہ کا قول نقل کیا اور داتا صاحب کا قول نقل کیا جسکا خلاصہ یہ تھا :

" انبیاء کے علاوہ کوئی معصوم نہیں اور غیرِ انبیاء کو معصوم ماننا ایسا ہی ہے جیسے کسی غیر نبی کو نبی تسلیم کرنا "

ہم سب سے پہلے یہ بتاتے جائیں کہ ان حضرت کے بڑوں کے فتاوی اس معاملہ میں کیا ہیں ۔

امام احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں :

" اجماع اہل سنت ہے کہ بشر میں انبیاء کے علاوہ کوئی معصوم نہیں جو دوسرے کو معصوم مانے وہ اہل سنت سے خارج ہے " ۔

(فتاوی رضویہ جلد 14 ص 188)

صدرالشریعہ مُفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں :

"یہ عصمت نبی وملک کا خاصہ ہے کہ نبی وفرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی وبددینی ہے "۔

(بہارشریعت جلد 1 ص 38)

توقارئین آپ نے دیکھا کہ جلالی کے بڑے بھی عصمت غیرانبیاء کے معتقد کو اہل سنت سے خارج اور گمراہ وبددین کہتے ہیں .

الجواب :

ہم کہتے ہیں کہ یہ جلالی اور اسکے بڑوں کا گمانِ باطل ہے.جس پہ وہ کوئی دلیل نہیں رکھتے کہ غیرانبیاء معصوم نہیں ہوسکتے ہم اسی کے ضمن میں علماء کے چنداقوال نقل کرتے ہیں .

1. شیخ سراج الدین البُلقینی عسقلانی شافعی متوفی 805 ہجری لکھتے ہیں :

العصمۃ واجبۃ لصفۃ النبوۃ والملائکۃ وجائزۃ لغیرھما .

عصمت نبوت کی واجب صفات سے ہے اور ملائکہ کی بھی اور انکے غیر کے لئے بھی جائز ہے .

(منہج الاصلین صفحہ 43 قلمی نُسخہ)

نوٹ : ہمیں مذکورہ کتاب کا قلمی نُسخہ ہی ملا ہے جسکا حوالہ ہم نے لگا دیا .

2. شیخ بُلقینی سے یہی عبارت امام الصالحی شامی متوفی 942 ہجری نقل کرتے ہیں .

(سُبل الھدی والرشاد جلد 11 ص 495)

3 . شیخ صفی الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں :

فالعصمۃ واجبۃ فی حق الانبیاء ممکنۃ فی حق غیرہ .

عصمت انبیاء کے حق میں واجب ہے جبکہ غیر نبی کے لئے بھی ممکن ہے .

(منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم جلد 4 ص 83)

4 . امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں :

العصمۃ . . لانھا فی حق النبی واجبۃ وفی حق غیرہ ممکنۃ . .

عصمت نبی کے حق میں واجب ہے اور انکے غیر کے حق میں ممکن ہے .

(فتح الباری جلد 7 ص 47 طبع بیروت)

ہم فقط انہی 4 حوالہ جات پہ اکتفاء کرتے ہیں اور ان صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر تم لوگوں میں دم خم ہے تو جن کے نام ہم نے لکھے ہیں جو انبیاء کے غیر کے لئے بھی عصمت کو جائز اور ممکن مانتے ہیں انکو اہل سنت سے خارج کر کے دکھاو . .

لہذا بریلوی حضرات کا عصمتِ غیرِ انبیاء کے معتقد کو گمراہ کہنے کی کوئی اصل نہیں تو جلالی کا یہ زعم باطل ہوا .

قارئین اب تک ہم نے جلالی کے دعوی کا بطلان کیا ہے اب ہم بات کو آگے بڑھاتے ہیں کہ جناب مریم ع نبی نہیں تھی بلکہ نبی عیسی ع کی والدہ تھی تو انکے بارے میں قرآن نے ارشاد فرمایا :

وَاِذْقَالَتِ الْمَلآئِکَۃُ یَامَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفَاکِ وَطَہَّرَکِ وَاصْطَفَاکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ .

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم ! بے شک اللہ نے تجھے چن لیا ہے اور تجھے پاک کیا ہے اور تجھے سب جہان کی عورتوں پر پسند کیا ہے ۔

(سورہ آل عمران آیت 42)

اسکی تفسیر میں مشائخ اہل سنت نے جناب مریمؑ کی عصمت پہ دلیل پکڑی ہے ملاحظہ ہوں .

1 . امام عبدالکریم القشیری متوفی 465 ہجری لکھتے ہیں :

من الفحشاء والمعاصی بجمیل العصمة . .

جناب مریمؑ کو فحش اور معصیت سے جمالِ عصمت سے طہارت بخشی گئ .

(لطائف الاشارات جلد 1 ص 148)

2 . امام فخرالدین الرازی متوفی 604 ہجری لکھتے ہیں :

وخصها فی ہذا المعنی بأنواع اللطف والهدایة والعصمة . .

جناب مریمؑ کے لئے یہ معنی لطفِ خداوندی و ہدایت اور عصمت کی نوعیت کے ساتھ مخصوص کیے گئے . .

(تفسیر الکبیر جلد 8 ص 47)

3 . امام فخرالدین کے اسی قول کا خلاصہ الامام الاکبر ڈاکٹر سید الطنطاوی مصری بھی نقل کرتے ہیں .

(قصة فی القرآن الکریم جلد 2 ص 142)

4 . ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی یہی قول لکھتے ہیں :

وخصها فی ہذا المعنی بأنواع اللطف والهداية والعصمة . .
ترجمہ اوپر گزر چکا . .

(المسیح عیسی ابن مریم ص 95)

5 . امام نظام الدین نیشاپوری متوفی 850 ہجری لکھتے ہیں :

ذلک من أنواع اللطف والهداية والعصمة فی حقها . .
یہ جناب مریم ع کے حق میں لطف و ہدایت اور عصمت کی نوعیت میں سے ہیں .

(تفسیر غرائب القران ج 2 ص 159)

Enter Text Here

6. شیخ محمد بن عمر نووی الجاوی متوفی 1316 ہجری لکھتے ہیں :

وتخصیصک بأنواع اللطف والهداية والعصمة . . .
یعنی آپ (جناب مریم ع) کے لئے لُطف خداوندی اور ہدایت اور عصمت کی تخصیص ہے . .

(مراح لبید جلد 1 ص 124)

تبصرہ :

اب جب اس آیت سے جناب مریم ع کو کائنات کی تمام عورتوں پہ فضیلت حاصل ہے اور انکو معصوم تسلیم کیا گیا ہے تو جناب سیدہ زہراء ع تو جناب مریم ع سے بھی افضل ہیں تو انکے لئے تو بدرجہ اولیٰ عصمت کو تسلیم کرنا چاہیئے !!!

جیسا کہ رسول خدا ص نے فرمایا :

أما ترضين أن تكوني سيدة نساء أهل الجنة .
آپ اس بات سے راضی نہیں (اے میری لخت جگر) کے آپ جنتی عورتوں کی سردار ہیں .

(بخاری شریف جلد 5 ص 192)

اسکی شرح میں مُلا علی قاری حنفی لکھتے ہیں :

والحدیث یظاہرہ یدل علی انھا افضل النساء مطلقا حتی من خدیجہ و عائشہ و مریم و آسیہ .

اس حدیث سے ظاہر ہے اور دلیل ہے کہ جناب سیدہؑ مطلقا تمام عورتوں سے افضل ہیں حتی کہ خدیجہ و عائشہ و مریم اور آسیہ سے بھی .

(مرقاۃ المفاتیح جلد 11 ص 291)

امام المناوی تو یہاں تک لکھتے ہیں :

ان فاطمہ واخاھا ابراھیم افضل من الخلفاء الاربعہ بالاتفاق . .

جناب سیدہؑ اور انکے بھائی ابراہیم بالاتفاق خلفاء اربعہ سے بھی افضل ہیں . .

(فیض القدیر جلد 4 ص 422)

لہذا جناب مریمؑ کا غیرِ نبی ہو کے بھی معصوم ہونا ثابت ہے اور جناب سیدہؑ کی افضلیت جناب مریمؑ پہ بھی ثابت ہے کیونکہ جو بیبی بھی جنتی ہیں انکے لئے جناب سیدہؑ کی سرداری قبول کرنا لازم ہے .

آخری بات کہ جلالی اور اسکے چیلوں میں اگر دم خم ہو تو مذکورہ علماء کو اہل سنت سے خارج کر کے دکھائیں جنہوں نے جناب مریمؑ کی عصمت کو تسلیم کیا .

قارئین کرام اب تک ہم نے جلالی کے باطل گمان کا رد کہ غیر نبی معصوم نہیں ہوتا کر چکے ہیں اب ہم آتے ہیں اپنی پہلی دلیل کی طرف جو کہ "آیت تطہیر" ہے اور اسکے ذیل میں مفسرین اہل سنت (متقدمین و متاخرین) کے اقوال ہیں .

فرمان باری تعالی ہے :

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا .

ترجمہ : اللہ یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب پاک رکھے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے .

(سورہ الاحزاب آیت 33)

اسکی تفسیر میں برادران کے مفسرین "رجس" کے ذیل میں کیا لکھتے ہیں ملاحظہ کریں :

1 . امام ابواسحاق الزجاج متوفی 311 ہجری لکھتے ہیں :

والرجس فی اللغۃ کل مستنکر مستقذر من مأکول أو عمل أو فاحشۃ . .

رجس لغت میں ہر قابل اعتراض , قابل مذمت کھانے یا عمل یا فحاشی کو کہتے ہیں . .

(معانی القران جلد 4 ص 226)

2 . امام ابواللیث سمرقندی متوفی 373 ہجری لکھتے ہیں :

قولہ ویطہرکم تطہیرا یعنی : من الاِثم والذنوب . .
یطہرکم تطہیر سے مراد ہے کہ وہ کام جن سے شرعا اور طبعا گریز کرنا لازم ہے اور گناہوں سے پاک رکھے .

(تفسیر سمرقندی جلد 3 ص 60)

3 . امام ابن ابی زمنین متوفی 399 ہجری لکھتے ہیں :

{إنما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس} یعنی : الشیطان .
وقال بعضہم : الرجس : الإثم .
وقال محمد : الرجس فی اللغۃ : کل مستنکر مستقذر من مأکول أو عمل أو فاحشۃ،

اس آیت سے مراد ہے کہ شیطان سے دور رکھے بعض نے اس سے مراد اثم لیا ہے یعنی وہ کام جس سے شرعی اور طبیعی طور پہ گریز لازم ہے اور تیسرا قول وہی زجاج والا نقل کرتے ہیں .

(تفسیر ابن ابی الزمنین جلد 3 ص 398)

4 . امام ابواسحق ثعلبی متوفی 427 ہجری لکھتے ہیں :

وقال قتادة : يعني السوء . وقال ابن زيد : يعني الشيطان . . . وقال مجاهد (الرجس) الشك . .

قتادہ نے رجس کے معنی سوء یعنی برائی کیئے ہیں اور ابن زید نے اس سے مراد شیطان لیا ہے اور مجاہد نے کہا کہ رجس سے مراد "شک" ہے . .

(تفسیر الکشف والبیان جلد 8 ص 35)

5 . امام مکی بن ابوطالب متوفی 437 ہجری لکھتے ہیں :

ثم قال (تعالى) : {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت} أي : الشر والفحشاء يا أهل بيت محمد . . . . {ويطهركم} أي من الدنس والمعاصي تطهيرا . .

رجس سے مراد شر اور فحاشی ہے . . اور یطھرکم سے مراد فسق وفجور اور معصیت سے پاکیزگی ہے . .

(الھدایہ الی بلوغ النھایہ ص 5833)

6. امام ابوالحسن الماوردی متوفی 450 ہجری لکھتے ہیں :

وفی الرجس ہاہناستۃ أقاویل : أحدہا : الإثم، قالہ السدي . الثانی : الشرک، قالہ الحسن .
الثالث : الشیطان ، قالہ ابن زید الرابع : المعاصی . الخامس : الشک .
السادس : الأقذار . . . . .
أحدہا : یذہب عنکم رجس الأہواء والتبرج ویطہرکم من دنس الدنیا والمیل إلیہا . الثانی :
یذہب عنکم رجس الغل والحسد ، ویطہرکم بالتوفیق والہدایۃ . الثالث : یذہب عنکم
رجس البخل والطمع . . . . .

رجس کے بارے میں 6 اقوال ہیں اثم (ذکر اوپر گزر چکا) ، شرک ، شیطان ،
معصیت ، شک ، گندگی . .
(مزید لکھتے ہیں) پہلا قول کہ جس رجس کو دور کیا گیا یعنی بدمذہبی ، بناو سنگھار اور دنیا کا
فسق و فجور اور اسکی میل کُچیل دوسرا قول ہے کہ حسد و کینہ سے دور رکھا گیا تیسرا قول ہے کہ
بخل اور لالچ سے دور رکھا گیا . .

(تفسیر النکت والعیون جلد 4 ص 401)

7 . امام ابوالمظفر السمعانی متوفی 482 ہجری لکھتے ہیں :

وأماالرجس فمعناه : مايدعوإلى المعصية . وقال بعضهم : عمل الشيطان . والرجس في اللغةہوكل مستقذر مستخبث .
وذہب بعض (أصحاب) الخواطرإلى أن معنى قوله : {ويذہب عنكم الرجس}
أي : الأہواءوالبدع . . . . . وقال بعضهم : يذہب عنكم الرجس أي : الغل والحسد . . . . وقال بعضهم : يذہب عنكم الرجس : البخل والطمع . . .

رجس کے معنی ہیں جو گناہ کی طرف مدعو کرے بعض نے شیطانی عمل کہا ہے اور لغت میں رجس گندے اور خبیث افعال ہیں .
بعض علماء نے رجس سے بدمذہبی اور بدعت مرادلی ہے ، بعض نے حسد اور کینہ مرادلیا بعض نے بخل اور لالچ مرادلیا . .

(تفسیر السمعانی جلد 4 ص 282)

8 . یہی اقوال رجس پہ امام بغوی متوفی 510 ہجری نے بھی لکھے ہیں .

(تفسیر البغوی جلد 3 ص 637)

9 . امام ابن عطیہ اندلسی متوفی 542 ہجری لکھتے ہیں :

والرجس اسم یقع علی الإثم وعلی العذاب وعلی النجاسات والنقائص ، فأذهب الله جمیع ذلک عن أہل البیت . . .

رجس اسم ہے جو واقع ہوتا ہے گناہ پر ، عذاب پر ، نجاسات پر اور نقائص پر اور اللہ نے ان تمام سے اہل بیت کو دور رکھا ہے .

(المحرر الوجیز جلد 4 ص 384)

10 . اوپر بیان کیئے جانے والے تمام اقوال کو رجس کے بارے میں ابن الجوزی متوفی 597 ہجری نے بھی نقل کیا ہے .

(زاد المسیر جلد 3 ص 462)

11 . مذکور تمام اقوال کو امام ابوحیان اندلسی متوفی 745 ہجری نے بھی رجس کے معنی پہ نقل کیا ہے .

(تفسیر البحر المحیط جلد 8 ص 478)

12 . امام ابن عادل دمشقی متوفی 775 ہجری لکھتے ہیں :

وقال ابن عباس يعني عمل الشياطين وما ليس لله فيه رضا . . .

ابن عباس کہتے ہیں کہ رجس سے مراد شیطانی عمل ہیں اور وہ عمل جن میں اللہ کی رضا نہ ہو .

(اللباب فی علوم الکتاب جلد 15 ص 546)

13 . امام ابوزید الثعالبی متوفی 875 ہجری لکھتے ہیں :

والرجس اسم يقع على الإِثم وعلى العذاب وعلى النجاسات والنقائص، فأذهب الله جميع ذلك عن أهل البيت . . .

رجس اسم بولا جاتا ہے گناہ پہ , عذاب پہ , نجاسات پہ , اور نقائص پہ اور اللہ نے ان تمام سے اہل بیت کو دور رکھا ہے .

(تفسیر الثعالبی جلد 4 ص 346)

14 . امام محمد بن عبد الرحمن ایجی متوفی 905 ہجری لکھتے ہیں :

خبائث القلب، أوما ليس لله فيه رضا . . .

رجس سے مراد دل کی خباثت یا وہ کام جس میں اللہ کی رضا نہ ہو .

(تفسیر الایجی جلد 3 ص 351)

تبصرہ :

ان 14 مفسرین سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اللہ نے اہل بیت سے رجس کو دور رکھا اور "رجس" کے عنوان میں درج ذیل چیزیں ہیں :

قابل اعتراض عمل، قابل مذمت عمل، فحاشی، وہ کام جن سے شرعا یا طبعا گُریز لازم ہے، گناہ، برائی، شیطانی عمل، شک (وسوسہ)، شر، فسق و فجور، معصیت، شرک، گندگی، بدمذہبی، بناو سنگھار، دنیا کی میل کچیل، حسد و کینہ، بخل و لالچ، ظاہری و باطنی خبث، برا اخلاق، قطع رحمی، وہ کام جس میں اللہ کہ رضا نہ ہو، بدمزہبی، بدعت، نقائص، قبیح افعال (اور خود جلالی جسکو اللہ نے اہل بیت سے دور کردیا) . .

اگر ان تمام چھوٹے بڑے نقائص و گناہوں کو اللہ کا اہل بیت سے دور کرنا بھی انکی عصمت پہ دلیل نہیں ہوسکتا تو پھر تو ان لوگوں کے مطابق عصمت کا کوئی وجود ہی نہیں . . اور عصمت کسے کہتے ہیں ؟

ڈاکٹر صداقت علی فریدی اہل سنت نے اسی ضمن میں ایک خوبصورت بات لکھی ہے :

" حقیقت یہ ہے کہ عصمت مقام زہراءؑ سے بہت چھوٹی ہے یہ تو محض انکے اخلاق عالیہ سے ادنی سا ایک خلق ہے ، عصمت اگر جناب سیدہؑ کے حرم کا طواف نہ کرے ، حضرت سیدہؑ کی پا بوسی (قدم بوسی) نہ کرے تو مذہب اسلام میں عالم نسوانیت (خواتین) میں اسکے پاس کوئی ایسا پیکر مخصوص ہے ہی نہیں جسکو اپنی ذات کے ثبوت میں بطور حوالہ پیش کر سکے "۔۔

(عصمت فاطمۃ الزہراءؑ اور قرآن عظیم ص 156)

لہذا جب ہر چھوٹی بڑی نجاست کو دور رکھ کے انکو طاہر و مطہر کر دیا گیا تو یہی تو عصمت ہے بلکہ کمال و جمال عصمت ہے .

قارئین کرام اب تک ہم نے ان علماء و مفسرین کے اقوال نقل
کیئے ہیں جنھوں نے "آیت تطھیر" سے اہل بیت کی عصمت پہ
استدلال کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ہم آخر میں ایک انکشاف بھی اب
پیش کریں گے کہ جلالی کے ممدوح پیر مہر علی شاہ نے کیسے عبارت
کو چھپایا ہے اور اسکو غلط رنگ دیا جس سے جلالی کو بھی مزید غلط رنگ
دینے کا موقعہ مل گیا لیکن پہلے بر دلیل عصمت علماء ملاحظہ ہوں :

1. امام عبدالکریم القشیری متوفی 465 ہجری لکھتے ہیں :

«الرجس» : الأفعال الخبيثة والأخلاق الدنيئة فالأفعال الخبيثة الفواحش
ما ظهر منها وما بطن، وما قل وما جل . والأخلاق الدنيئة الأهواء والبدع
كالبخل والشح وقطع الرحم، ويريد بهم الأخلاق الكريمة كالجود والإيثار والسخاء
وصلة الرحم، ويديم لهم التوفيق والعصمة والتسديد، ويطهرهم من الذنوب
والعيوب .

ترجمہ : رجس سے مراد ہے خبیث افعال اور بُرا اخلاق .

پس خبیث افعال سے مراد ہے وہ فحش جو ظاہری طور پہ ہوں یا باطنی طور پہ، یا جو کہنے والے ہوں یا کرنے والے .

اور برے اخلاق سے مراد بدمذہبی و بدعت و بخل و کنجوسی و رحم نہ کرنا .

پس اللہ نے انکے بارے میں ارادہ کیا ہے کہ انہیں اخلاق کریم عطا کرے و ایثار و سخاوت و اورصلہ رحمی عطا کرے اور انہیں توفیق و عصمت اور سچائی عطا کرے اور انہیں گناہوں اور عیبوں سے پاک کرے . .

(لطائف الاشارات جلد 3 ص 160)

2 . شیخ الاکبر محی الدین بن العربی متوفی 638 ہجری جو کہ برادران کے ہاں تصوف کی بنیادوں میں سے ایک سمجھے جاتے ہیں اور انکی بہت عزت و تکریم کی جاتی ہے و لکھتے ہیں :

فهذه شهادة من النبي صلى الله عليه وآله لسلمان الفارسي بالطهارة والحفظ الإلهي والعصمة حيث قال فيه رسول الله صلى الله عليه وآله (سلمان منا أهل البيت) ، وشهد الله لهم بالتطهير وذهاب الرجس عنهم . . .

پس یہ جو نبی ﷺ نے جناب سلمان کے بارے میں فرمایا کہ "سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے" یہ نبی ص کی طرف سے گواہی ہے سلمان کی طہارت، حفاظت الٰہیہ اور عصمت کی اور اس پہ (کہ اہل بیت پاک، حفظ الٰہی میں اور معصوم ہیں) اللہ نے گواہی دی ہے کہ ان سے رجس کو دور رکھے گا اور انکو پاک رکھے گا . .

(الفتوحات المکیہ جلد 1 ص 298)

3 . شیخ علی المکی متوفی 1289 ہجری ابن العربی کے اس قول کو نقل کرتے ہیں .

(فتح الکریم الخالق ص 435)

4 . سید شہاب الدین العلوی الحضرمی الشافعی متوفی 1341 ہجری ابن العربی کے اسی قول کو نقل کرتے ہیں .

(رشفۃ الصادی ص 140)

5 . امام الشیخ یوسف النبہانی متوفی 1350 ہجری ابن العربی کے اس قول سے استفادہ کرتے ہیں .

(الشرف المؤبد ص 19)

6. شیخ الشافعیہ شرف الدین الموصلی متوفی 657 ہجری لکھتے ہیں :

ولاشک فی عصمتھم ولاریب فی طھارتھم لقول اللہ تعالی {إنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت} . .

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ معصوم ہیں اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ پاک ہیں اللہ کے اس قول کی وجہ سے انما یرید اللہ . . . . . .

(النعیم المقیم ص 237)

7. امام النخوانی المعروف شیخ علوان متوفی 920 ہجری لکھتے ہیں :

لیذھب عنکم الرجس ویزیل عنکم القذرا لمستقبح المستھجن عقلا وشرعا بالمرۃ یاأھل البیت المجبولین علی کمال الکرامۃ والنجابۃ والعصمۃ والعفاف . .

اہل بیت سے نجاست کو دور رکھنا یعنی آپ سے گندگی، قبائح، عیب عقلا اور شرعا دور رکھے گئے اے اہل بیت جو کمال کرامت، شرافت اور عصمت اور عفت کی بلندی پہ فائز ہیں .

(الفواتح الالھیہ جلد 2 ص 155)

8. محمد رضا مصری متوفی 1369 ہجری جو کہ مصر میں جمیعۃ الخیریۃ الاسلامیہ میں مدرس بھی رہے، لکھتے ہیں :

وشھد رسول اللہ لسلمان الفارسی بالطھارۃ والحفظ الإلھی والعصمۃ حیث قال (سلمان منا أھل البیت) . . .

اور رسول اللہ ص نے جناب سلمان کی طہارت، حفظِ الٰہی اور عصمت کی گواہی دی ہے یہ فرما کر کہ سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے .

(محمد رسول اللہ ص 57)

ایک اہم انکشاف

پیر مہر علی شاہ صاحب اپنی کتاب فتاوی مہریہ ص 215 پہ لکھتے ہیں :

"حضرت شیخ اکبر کے کشفی بیان سے بھی مطابق روایات یہی پایا جاتا ہے کہ آیت تطہیر کا نزول آل کساء (پنجتن پاک) کی شان میں ہے چنانچہ باب 29 فتوحات میں لکھتے ہیں . . . . "

آگے موصوف نے ابن العربی کا وہی اوپر والا بیان نقل کیا لیکن آدھا . . اس سے پہلے والا حصہ نقل نہیں کیا جس میں جناب سلمان کی عصمت کا ذکر تھا . . ہم نے اصل صفحہ لگا دیا ہے مومنین اسکا مطالعہ کر سکتے ہیں . .

آگے صفحہ 217 پہ لکھتے ہیں :

"بہر کیف خطا کا صدور مطہرین سے ممکن ہے"

ہم کہتے ہیں کہ پیر صاحب اگر آپ ابن العربی کا مکمل "کشفی بیان" نقل کرتے تو آپکو یہ لکھنے کی حاجت نہ ہوتی آپ نے دیانتداری سے کام نہیں لیا . .

پھر یہی پیر مہر علی شاہ اپنی دوسری تصنیف میں لکھتے ہیں :

"آیت تطہیر کا یہ مطلب نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہیں اور صدور خطا ان سے ناممکن ہے"۔

(تصفیہ ما بین سُنی و شیعہ ص 54)

اسی تصنیف میں آگے صفحہ 57 , 58 پہ وہی ابن العربی والی عبارت اسی طرح آدھی نقل کرتے ہیں . .

ہم کہتے ہیں کہ پیر صاحب اگر آپ نے دیانتداری سے ابن العربی کی مکمل عبارت نقل کی ہوتی تو نہ آپکو یہ لکھنا پڑتا کہ

"یہ معصوم نہیں اور ان سے خطا کا صدور ممکن ہے"

اور نہ جلالی جیسوں کو موقعہ ملتا کہ وہ اسکو غلط رنگ دیں . .

تبصرہ :

اب یہاں توچوں چاں کی کوئی گنجائش نہیں بچتی اگر اس جلالی گروپ کے (بقول ان کے) اصلی سُنیوں میں جرات ہو تو ان تمام علماء کو اہل سنت سے خارج کر کے دکھاو جنہوں نے اہل بیت کو صاف الفاظ میں معصوم کہا .

اور جہاں سے جلالی بول رہا تھا ہم نے پیر مہر علی شاہ کے اس قول کی حقیقت بھی بیان کر دی .

مومنین کرام سے گزارش ہے کہ اس تحریر کو پھیلا ئیے تا کہ شیعہ سُنی بھائی اس سے استفادہ حاصل کر سکیں .


اسکین صفحات

مِنَّةُ المُنْعِم فِي شَرْحِ



صَحِيحِ مُسْلِم

المُسْنَد الصَّحِيح المُخْتَصَر مِنَ السُّنَنِ بِنَقْلِ العَدْلِ عَنِ العَدْلِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ

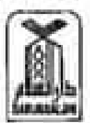
لِلإِمَامِ الحَافِظِ أَبِي الحُسَيْنِ مُسْلِم بْنِ الحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِم القُشَيْرِيّ النَّيْسَابُورِيّ رَحِمَهُ اللهُ

(٢٠٦ - ٢٦١هـ)

الجُزْءُ الرَّابِع

الشَّارِح

فَضِيلَةُ الشَّيْخِ صَفِيّ الرَّحْمٰن المُبَارَكْفُورِيّ حَفِظَهُ الله





دَارُ السَّلَامِ لِلنَّشْرِ وَالتَّوْزِيع

الرِّيَاض

[٦٢٠٣] (٢٣٩٧) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ: حَدَّثَنَا بِهِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ قَدْ رَفَعْنَ أَصْوَاتَهُنَّ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ.

[١٦ - باب رجاء النبي ﷺ أن يكون عمر من المحدثين، أي الملهمين]

[٦٢٠٤] ٢٣-(٢٣٩٨) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ (فَعُمَرُ) فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ».

قَالَ ابْنُ وَهْبٍ: تَفْسِيرُ مُحَدَّثُونَ: مُلْهَمُونَ.

[٦٢٠٥] (...) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، مِثْلَهُ.

[١٧ - باب موافقة عمر ربه تعالى في أمور، ونزول الوحي حسب ما رآه]

[٦٢٠٦] ٢٤-(٢٣٩٩) حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ أَخْبَرَنَا عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ: فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ، وَفِي الْحِجَابِ، وَفِي أُسَارَى بَدْرٍ.

= رأى عمر سالكًا فجًا هرب هيبة من عمر. انتهى. وقيل: هذا على سبيل ضرب المثل ومعناه أن عمر فارق سبيل الشيطان، وسلك طريق السداد، فخالف كل ما يحبه الشيطان. وفيه فضيلة عمر وصلابته في الدين، وليس معنى فرار الشيطان منه أنه معصوم، فالعصمة واجبة في حق الأنبياء، ممكنة في حق غيره.

٢٣- قوله: (عن أبي سلمة عن عائشة) وروى أصحاب إبراهيم بن سعد هذا الحديث بهذا الطريق عن أبي سلمة عن أبي هريرة، كذلك أخرجه البخاري في مناقب عمر، وخالفهم ابن وهب فقال عن عائشة، وتابعه ابن عجلان، أما في الطريق الثاني فكأن أبا سلمة سمع من أبي هريرة ومن عائشة كليهما (محدثون) بفتح الدال المشددة جمع محدَّث، وهو من يلقى الحق في قلبه فيكون كالذي حدث به غيره، أو من يكلمه الملائكة في نفسه وإن لم ير مكلمًا في الحقيقة وكلا المعنيين قريب من الإلهام الذي فسره به ابن وهب، والإلهام الإصابة بغير نبوة، فمعنى المحدث الملهم بالصواب الذي يلقى على فيه، ويقرب من هذا ما رواه الترمذي من حديث ابن عمر مرفوعًا: «إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه».

٢٤- قوله: (وافقت ربي في ثلاث) أي في ثلاث وقائع، والمراد والمعنى وافقني ربي فأنزل القرآن على وفق ما رأيت، ولكنه رعاية للأدب أسند الموافقة إلى نفسه (في مقام إبراهيم) أي إنه قال للنبي ﷺ: لو اتخذنا من مقام إبراهيم مصلى، فأنزل الله ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (وفي الحجاب) وهو أنه قال للنبي ﷺ: يدخل عليك البر والفاجر فلو أمرت نساءك يحتجبن، فأنزل الله آية الحجاب (وفي أسارى بدر) وهو أنه أشار بقتلهم، وأشار أبو بكر رضي الله عنه بأخذ الفدية منهم، فهوي رسول الله ﷺ ما قال أبو بكر، ولم يهو ما قال عمر، ثم أنزل الله العتاب على أخذ الفدية وعدم الإثخان. ولم تنحصر موافقة عمر على الثلاث المذكورة، بل حصلت في أشياء غير هذه، منها قوله لأزواج النبي ﷺ حين غرن عليه: ﴿عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ﴾ [التحريم: ٥] ومنها قصة الصلاة على المنافقين، وهما في الصحيح، وروى الترمذي من حديث ابن عمر أنه قال: «ما نزل بالناس أمر قط فقالوا فيه، وقال فيه عمر إلا نزل القرآن فيه على نحو ما قال عمر». وهذا دال على كثرة =

سُبُل الهدى والرشاد

في سيرة خير العباد

للإمام محمد بن يوسف الصالحي الشامي
المتوفى سنة ٩٤٢ هـ

تحقيق وتعليق
الشيخ عادل أحمد عبد الموجود
الشيخ علي محمد معوض

الجزء الحادي عشر

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

قال الشيخ في الحبائك: وقال الصفوي الأموي في رسالته بعد أن ذكر عصمتهم واستدل عليها واحتج المخالف بقصة هاروت وماروت، وبقصة إبليس مع آدم، وباعتراضهم على الله تعالى في خلق آدم بقولهم ﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا﴾ وجوابه على سبيل الإجمال: إن جميع ما ذكرتم محتمل احتمالاً بعيداً أو قريباً، وعلى التقديرين لا يعارض ما دل على عصمتهم زمن الصرائح والظواهر، قال الشيخ: وهذا الجواب في قصة هاروت وماروت أعقد من الجواب الذي قبله لما تقدم عند ذكرهما من الأحاديث الصحيحة.

وقال القرافي من أئمة المالكية: ومن اعتقد في هاروت وماروت إنما يعذبان بأرض الهند على خطيئتهما مع الزهرة فهو كافر، بل هم رسل الله وخاصته يجب تعظيمهم وتوقيرهم وتنزيههم عن كل ما يخل بعظيم قدرهم، ومن لم يفعل ذلك وجب إراقة دمه.

وقال التلمساني في منهج الأصلين: العصمة واجبة لصفة النبوة والملائكة، وجائزة لغيرهما، ومن وجبت له العصمة فلا يقع منه كبيرة ولا صغيرة، ولذلك نعتقد عصمة الملائكة المرسلين منهم وغير المرسلين، وقال الله تعالى: ﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ والآيات في هذا المعنى كثيرة وإبليس لم يكن من الملائكة، وإنما كان من الجن ففسق عن أمر ربه، وأما هاروت وماروت فلا يصح فيهما خبر، وفي كتاب الجامع من المحلى لابن حزم أن هاروت وماروت[1] من الجن وليسا ملكين.

قال الشيخ: قلت: فإن صح هذا لم يحتج إلى الجواب عن قصتهما، كما أن إبليس لم يكن من الملائكة، وإنما كان بينهم وهو من الجن.

وقال الإمام أبو منصور الماتريدي إمام الحنفية في الاعتقاديات: كما أن الشيخ أبا الحسن الأشعري إمام الشافعية في ذلك ما نصه: «ثم إن الملائكة كلهم معصومون، خلقوا للطاعة إلا هاروت وماروت»، وقال القرافي: اعلم أنه يجب على كل مكلف تعظيم الأنبياء بأسرهم، وكذلك الملائكة ومن نال من أعراضهم شيئاً فقد كفر، سواء كان بالتعريض أو بالتصريح، فمن قال في رجل يراه شديد البطش هذا أقسى قلباً من مالك خازن النار، وقال في رجل يراه مشوه الخلق هذا أوحش من منكر ونكير، فهو كافر، إذا قال ذلك في معرض النقص بالرسالة والمساواة.

الثاني: من الأدلة التي استدل بها من قال بعدم عصمتهم في قصة آدم وأمرهم بالسجود له ما قالوا عند خلقه والاحتجاج بها من وجوه:

(١) ما بين المعكوفين سقط في أ.



للإمام الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

"٧٧٣-٨٥٢هـ"

طبعة مزيدة بفهرس أبجدي بأسماء كتب صحيح البخاري

قرأ أصله تصحيحا وتحقيقا
سماحة الشيخ
عبد العزيز بن عبد الله بن باز

رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه
محمد فؤاد عبد الباقي

قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه
محب الدين الخطيب

الجزء السابع

دار المعرفة
بيروت - لبنان

، وبلين ، أي غير غليظة . قوله (مهيبة كثيرة) هو بقية كلام يحيى بن زياد المذكور . الحديث الخامس قوله (عن عبد الحميد بن عبد الرحمن بن زيد) أي ابن الخطاب ، وفي الإسناد أربعة من التابعين على نسق : قرينان وهما صالح وهو ابن كيسان وابن شهاب ، وقرينان وهما عبد الحميد ومحمد بن سعد وكلهم مدنيون . قوله (استأذن عمر على رسول الله ﷺ وعنده نسوة من قريش) هن من أزواجه ، ويحتمل أن يكون معهن من غيرهن لكن قرينة قوله « يستكثرنه » يؤيد الأول ، والمراد أنهن يطلبن منه أكثر مما يعطيهن . وزعم الداودي أن المراد أنهن يكثرن الكلام عنده ، وهو مردود بما وقع التصريح به في حديث جابر عند مسلم أنهن يطلبن النفقة . قوله (عالية) بالرفع على الصفة وبالنصب على الحال ، وقوله « أصواتهن على صوته » قال ابن التين : يحتمل أن يكون ذلك قبل نزول النهي عن رفع الصوت على صوته ، أو كان ذلك طبعهن انتهى . وقال غيره : يحتمل أن يكون الرفع حصل من مجموعهن لا أن كل واحدة منهن كان صوتها أرفع من صوته ، وفيه نظر . قيل ويحتمل أن يكون فيهن جهورية ، أو النهي خاص بالرجال وقيل في حقهن للتنزيه ، أو كن في حال المخاصمة فلم يتعمدن ، أو وثقن بعفوه . ويحتمل في الخلوة ما لا يحتمل في غيرها . قوله (أضحك الله سنك) لم يرد به الدعاء بكثرة الضحك بل لازمه وهو السرور ، أو نفي ضد لازمه وهو الحزن . قوله (أتهبنني) من الهيبة أي توقرنني . قوله (أنت أفظ وأغلظ) بالمعجمتين بصيغة أفعل التفضيل من الفظاظة والغلظة وهو يقتضي الشركة في أصل الفعل ، ويعارضه قوله تعالى (ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك) فإنه يقتضي أنه لم يكن فظا ولا غليظا ، والجواب أن الذي في الآية يقتضي نفي وجود ذلك له صفة لازمة فلا يستلزم ما في الحديث ذلك ، بل مجرد وجود الصفة له في بعض الأحوال وهو عند إنكار المنكر مثلا والله أعلم . وجوز بعضهم أن الأفظ هنا بمعنى الفظ ، وفيه نظر للتصريح بالترجيح المقتضي لحمل أفعل على بابه ، وكان النبي ﷺ لا يواجه أحدا بما يكره إلا في حق من حقوق الله ، وكان عمر يبالغ في الزجر عن المكروهات مطلقا وطلب المندوبات ، فلهذا قال النسوة له ذلك . قوله (إيها يا ابن الخطاب) قال أهل اللغة : إيها بالفتح والتنوين معناها لا تبتدئنا بحديث ، وبغير تنوين كف من حديث عهدته ، وإيه بالكسر والتنوين معناها حدثنا ما شئت وبغير التنوين زدنا مما حدثتنا . ووقع في روايتنا بالنصب والتنوين . وحكى ابن التين أنه وقع له بغير تنوين وقال معناه كف من لومك . وقال الطيبي : الأمر بتوقير رسول الله ﷺ مطلوب لذاته تحمد الزيادة منه ، فكأن قوله ﷺ « إيه » استزادة منه في طلب توقيره وتعظيم جانبه ، ولذلك عقبه بقوله « والذي نفسي بيده » إلخ ، فإنه يشعر بأنه رضي مقالته وحمد فعاله ، والله أعلم . قوله (فجا) أي طريقا واسعا ، وقوله « قط » تأكيد للنفي . قوله (إلا سلك فجا غير فجك) فيه فضيلة عظيمة لعمر تقتضي أن الشيطان لا سبيل له عليه ، لا أن ذلك يقتضي وجود العصمة إذ ليس فيه إلا فرار الشيطان منه أن يشاركه في طريق يسلكها ، ولا يمنع ذلك من وسوسته له بحسب ما تصل إليه قدرته . فإن قيل عدم تسليطه عليه بالوسوسة يؤخذ بطريق مفهوم الموافقة لأنه إذا منع من السلوك في طريق فأولى أن لا يلابسه بحيث يتمكن من وسوسته له فيمكن أن يكون حفظ من الشيطان ، ولا يلزم من ذلك ثبوت العصمة له لأنها في حق النبي واجبة وفي حق غيره ممكنة ، ووقع في حديث حفصة عند الطبراني في « الأوسط » بلفظ « إن الشيطان لا يلقى عمر منذ أسلم إلا خر لوجهه » ، وهذا دال على صلابته في الدين ، واستمرار حاله على الجد الصرف والحق المحض . وقال النووي : هذا الحديث محمول على ظاهره ، وأن الشيطان يهرب إذا رآه . وقال عياض : يحتمل

وانه خاتم النبيين لا نبي بعده صلى الله عليه وسلم مسئلة
في عصمة الانبيا والملائكة عليهم الصلاة والسلام ومعنى
العصمة عند بعضهم ملكة نفسانية تمنع التعسف
لها من الفجور وقيل هي كون الشخص بحيث يمتنع
صدور الذنب منه لخاصية في نفسه او بدنه والحق
يظهر ان العصمة ملكة دينية حاجزة بين العبد وبين
المعصية وتجب لصفة النبوة والملائكة وجائزة لغيرها
ومن وهبت له العصمة فلا يقع منهم كبيرة اصلا ولا صغيرة
على طريقة تعمدها لذلك عن ما ورد مما يخالف ذلك محمول
على مكروه او خفيف بنا او غير ذلك مما   وقد حكوا في
المسئلة اختلافات لا معنى لذكرها وهذا هو الذي نعتقده
وننتصر له وهو الحق نعتقد عصمة الملائكة المرسلين
منهم وغير المرسلين قال الله تعالى في حقهم لا يعصون
الله ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون واما ابليس فهذا
اللعين ليس هو ملك لم يكن من الملائكة وانما كان من
الجن ففسق عن امر ربه واما هاروت وماروت
فلم يصح فيهما خبر والذي في القرآن من قوله وما انزل

يجوز أن يكون هذا ابتداء خطاب من الملائكة على مريم من قِبَلِهم رفعاً بشأنها، ويجوز أن تكون قد سمعت كلامهم وشاهدتهم، ويجوز أنها لم تشاهدهم وأنهم هتفوا بها: إن الله اصطفاك بتفضيلك، وإفرادكِ من أشكالك وأندادك، وطَهَّرَكِ من الفحشاء والمعاصي بجميل العصمة، وعن مباشرة الخَلْق، واصطفاك على نساء العالمين في وقتك.

وفائدة تكرار ذكر الاصطفاء: الأول اصطفاك بالكرامة والمنزلة وعلو الحالة والثاني اصطفاكِ بأنْ حَمَلْتِ بعيسى عليه السلام من غير أب، ولم تشبهك امرأة ـ ولن تشبهك ـ إلى يوم القيامة، ولذلك قال ﴿عَلَىٰ نِسَآءِ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾.

قوله جلّ ذكره: ﴿يَٰمَرْيَمُ ٱقْنُتِى لِرَبِّكِ وَٱسْجُدِى وَٱرْكَعِى مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ﴾.

لازمي بساط العبادة، وداومي على الطاعة، ولا تُقَصِّرِي في استدامة الخدمة، فكما أفردكِ الحقُّ بمقامك، كوني في عبادته أوحد زمانك.

قوله جلّ ذكره: ﴿ذَٰلِكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَٰمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾.

أي هذه القصص نحن عرفناك

هذا ـ فعزيزٌ خطابُنا، وأعزُّ وأتم مِنْ

قوله جلّ ذكره: ﴿إِذْ قَالَتِ ٱلْمَ

ٱبْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَمِنَ ٱلْمُقَرَّ

لم يُبَشرها بنصيب لها في الدني

بما أثبت في ذلك من عظيم الآية، و

ويقال عرَّفها أن مَنْ وقع في تغ

القدرة ما لا عهد به لأحد. ولقد عاش

فشُوِّش عليها ظاهر تلك الحال بما ك

التحقيق ـ ليس كما ظَنَّهُ الأغبياء الذين

وقيل إنه (. . . .)[1] عرَّفها ذل

يعيش حتى يُكلِّمَ الناس صبيًا وكهلا،

وقيل كهلاً بعد نزوله من السماء

ويقال ربط على قلبها بما عرَّفها

اللَّهُ عيسى عليه السلام بما يكون دلالة

(١) بياض في الأصل.

تفسير القشيري

المسمى

لطائف الإشارات

تأليف

الإمام أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك القشيري النيسابوري الشافعي

المتوفى ٤٦٥ هـ

وضع حواشيه وعلق عليه

عبد اللطيف حسن عبد الرحمن

الجزء الأول

المحتوى:

أول سورة الفاتحة ـ آخر سورة التوبة



وَإِذْ

وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ

سْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ

كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ

يْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٤﴾

بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ

وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾ وَيُكَلِّمُ

قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ

يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا

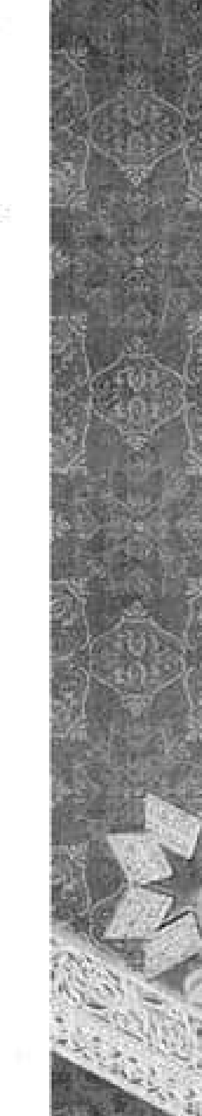
القصة في القرآن الكريم

الجزء الثانى

الإمام الأكبر

الدكتور / محمد سيد طنطاوى

شيخ الأزهر





المعنى ، واذكر يا محمد للناس وقت أن قالت الملائكة لمريم - التى تقبلها ربها بقبول حسن وأنبتها نباتا حسنا - : يا مريم ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ﴾ أى اختارك واجتباك لطاعته ، وقبلك لخدمة بيته ﴿وَطَهَّرَكِ﴾ من الأدناس والأقذار ، ومن كل ما يتنافى مع الخلق الحميد ، والطبع السليم ﴿وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ﴾ بأن وهب لك عيسى من غير أب دون أن يمسك بشر ، وجعلك أنت وهو آية للعالمين .

فأنت ترى أن الله - تعالى - قد مدح مريم مدحا عظيما بأن شهد لها بالاصطفاء والطهر والمحبة ، وأكد هذا الخبر للاعتناء بشأنه والتنويه بقدره .

قال الفخر الرازى ما ملخصه : والاصطفاء الأول إشارة إلى ما اتفق لها من الأمور الحسنة فى أول عمرها بأن قبل الله - تعالى - تحريرها ، أى خدمتها لبيته ، مع أنها أنثى ولم يحصل مثل هذا المعنى لغيرها من الإناث ، وبأن فرغها لعبادته وخصها فى هذا المعنى بأنواع اللطف والهداية والعصمة ، وبأن كفاها أمر معيشتها فكان يأتيها رزقها من عند الله .

(فأرسلنا إليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا) .

تفسير الفخر الرازي
المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازي فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

* * * * *

الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

الجزء الثامن

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

﴿ المسألة الثالثة ﴾ اعلم أن مريم عليها
أرسلنا من قبلك إلا رجالا نوحي إليهم من أهل
عليه السلام إليها إما أن يكون كرامة لها . وهو م
لعيسى عليه السلام ، وذلك جائز عندنا ، وعند
السلام ، وهو قول جمهور المعتزلة ، ومن الناس
الروع والإلهام والإلقاء في القلب ، كما كان في ح
أم موسى) .

﴿ المسألة الرابعة ﴾ اعلم أن المذكور في ه
وثالثاً الاصطفاء على نساء العالمين ، ولا يجوز أن
لما أن التصريح بالتكرير غير لائق ، فلا بد من ص
الحسنة في أول عمرها، والاصطفاء الثاني إلى م

﴿ النوع الأول من الاصطفاء ﴾ فهو أمو
كانت أنثى ولم يحصل مثل هذا المعنى لغيرها من
وضعتها ما غذتها طرفة عين ، بل ألقتها إلى زكريا ، وكان رزقها يأتيها من الجنة (وثالثها) أنه تعالى فرغها لعبادته ، وخصها في هذا المعنى بأنواع اللطف والهداية والعصمة (ورابعها) أنه كفاها أمر معيشتها ، فكان يأتيها رزقها من عند الله تعالى على ما قال الله تعالى (أنى لك هذا قالت هو من عند الله) (وخامسها) أنه تعالى أسمعها كلام الملائكة شفاها ، ولم يتفق ذلك لأنثى غيرها ، فهذا هو المراد من الاصطفاء الأول ، وأما التطهير ففيه وجوه (أحدها) أنه تعالى طهرها عن الكفر والمعصية ، فهو كقوله تعالى في أزواج النبي ﷺ (ويطهركم تطهيراً) (وثانيها) أنه تعالى طهرها عن مسيس الرجال (وثالثها) طهرها عن الحيض ، قالوا : كانت مريم لا تحيض (ورابعها) وطهرك من الأفعال الذميمة ، والعادات القبيحة (وخامسها) وطهرك عن مقالة اليهود وتهمتهم وكذبهم .

﴿ وأما الاصطفاء الثاني ﴾ فالمراد أنه تعالى وهب لها عيسى عليه السلام من غير أب ، وأنطق عيسى حال انفصاله منها حتى شهد بما يدل على براءتها عن التهمة ، وجعلها وابنها آية للعالمين ، فهذا هو المراد من هذه الألفاظ الثلاثة .

﴿ المسألة الخامسة ﴾ روى أنه عليه الصلاة والسلام قال « حسبك من نساء العالمين

يرزقه الولد بعد أن رأى كرامةً لمريم واستجاب الله دعوته ورزقه بيحيى عليه السلام الذي جمع الله عز وجل له محاسن الصفات ومحامد الأخلاق، ثم يعود السياق مرة ثانية إلى مريم عليها السلام وإلى اصطفاء الله عز وجل لها.

1 . في قوله تعالى : ﴿ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ ﴾

أي أن الله اختارها لهذا المقام الأسمى حيث جعلها من بيتٍ صالح، وقبلها قبولاً حسناً، وأنبتها نباتاً حسناً، وجعل زكريا لها كافلاً، وأجرى الكرامة على يديها إكراماً لها وإحساناً إليها، وهذا إخبار من الله تعالى بما خاطبت به الملائكة مريم عليها السلام عن أمر الله لهم بذلك أن الله قد اصطفاها أي اختارها؛ لكثرة عبادتها وزهادتها وشرفها وطهارتها من الأكدار والوساوس، وفي حقيقة اصطفائها عدة وجوه:

- منها أنه قبل تحريرها مع أنها كانت أنثى، ولم يحصل مثل هذا لغيرها من الإناث.
- منها ما وقع لها من الكرامة حيث كان رزقها يأتيها من عند الله.
- منها أنه فرّغها لعبادته وخصّها في هذا المعنى بأنواع اللطف والهداية والعصمة.
- منها أنه أسمعها كلام الملائكة شفاها[200].

وفي قوله: (وإذ قالت الملائكة)، أي: اذكر وقت
الله (ﷺ) ولكل إنسان في الوجود يريد أن يعرف قصة
الله وشكره، وفي المصدر الأصيل الذي لا يأتيه الباطل
. بيّن الله عزَّ وجل أنه أرسل ملائكة لتخبر مريم باصط
لتبشره بيحيى عليهما السلام ﴿فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ
بِيَحْيَىٰ﴾ [آل عمران: 39].

ولا غرابة في خطاب الملائكة لمريم، مع أنها ليست
الملائكة لتخاطب الأنبياء، وهذا معروف وقد يرسل م

[200] الشرقاوي، المرأة في القصص القرآني، 2/641.

مَرَاحُ لَبِيدٍ

لكشف معنى القرآن المجيد

تأليف

العلامة الشيخ محمد بن عمر نووي الجاوي

المتوفى سنة ١٣١٦ هـ

ضبطه وصححه ووضع حواشيه

محمد أمين الضناوي

الجزء الأول



فيه خوارق العادات عندها ﴿ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُۥ

لَدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ﴾ أي رب أعطني من محض

كهبتك لحنة ـ العجوز العاقر ـ مريم ﴿ إِنَّكَ سَ

أي جبريل كما أخرجه ابن جرير عن السدي ﴿

الشريف في المسجد ﴿ أَنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكَ ﴾ بولد يـ

قرأ ابن عامر وحمزة «إن» بكسر الهم

بعيسى ابن مريم. ومعنى كونه كلمة من الله كو

قال ابن عباس: إن يحيى كان أكبر

آمن وصدّق بأنه كلمة الله، ثم قتل يحيى ق

للمؤمنين في العلم والحلم والعبادة والورع

مجاهد: أي كريماً على الله ﴿ وَحَصُورًا ﴾ أي

مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ (٣٩) ﴾ أي من المرسلين ﴿ قَا

زكريا لجبريل: يا سيدي من أين يكون لي

عقيم لا تلد؟. قال ابن عباس: كان زكري

امرأته إيشاع بنت فاقوذ بنت تسعين وثمان ﴿قَالَ﴾ أي جبريل. ﴿ كَذَٰلِكَ ﴾ أي الأمر كما قلت لك من خلق ولد منكما وأنتما على حالكما من الكبر ﴿ ٱللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (٤٠) ﴾ من الأفاعيل الخارقة للعادة ﴿ قَالَ ﴾ أي زكريا: ﴿ رَبِّ ٱجْعَل لِّيٓ ءَايَةً ﴾ أي علامة في حبل امرأتي. ﴿ قَالَ ﴾ أي الله تعالى: ﴿ ءَايَتُكَ ﴾ أي علامتك في حبل امرأتك ﴿ أَلَّا تُكَلِّمَ ٱلنَّاسَ ﴾ أي أن لا تقدر على تكليمهم من غير خرس ﴿ ثَلَٰثَةَ أَيَّامٍ ﴾ متوالية بلياليها ﴿ إِلَّا رَمْزًا ﴾ أي إلا تحريكاً بالشفتين والحاجبين والعينين واليدين ﴿ وَٱذْكُر رَّبَّكَ ﴾ باللسان والقلب في مدة الحبسة عن كلام الدنيا مع الخلق شكر الله تعالى على هذه النعمة ﴿ كَثِيرًا ﴾ أي ذكراً كثيراً على كل حال ﴿ وَسَبِّحْ بِٱلْعَشِيِّ وَٱلْإِبْكَٰرِ (٤١) ﴾ أي صل عشياً وغدو كما كنت تصلي ﴿وَ﴾ اذكر ﴿ إِذْ قَالَتِ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ ﴾ أي جبريل لمريم مشافهة: ﴿ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰكِ ﴾ بتفرغك لعبادته وتخصيصك بأنواع اللطف والهداية، والعصمة والكفاية في أمر المعيشة وسماع كلام جبريل شفاها ﴿ وَطَهَّرَكِ ﴾ من المعصية ومس الرجال ومن الأفعال الذميمة ومن مقالة اليهود وتهمتهم. ويقال: أنجاك من القتل ﴿ وَٱصْطَفَىٰكِ عَلَىٰ نِسَآءِ ٱلْعَٰلَمِينَ (٤٢) ﴾ بولادة عيسى من غير أب ونطقه حال انفصاله من مريم حتى شهد ببراءتها عن التهمة.

روي أنه ﷺ قال: «حسبك من نساء العالمين أربع: مريم، وآسية امرأة فرعون، وخديجة،

المتفقتين. ﴿يختصمون﴾ ه ﴿منه﴾ ج قد قيل
المراد من الكلمة الولد فلم يكن تأنيثاً حقي
﴿وجيهاً﴾ حال وما بعده معطوف عليه عل
الصالحين المقربين. ﴿الصالحين﴾ ه ﴿بش
ج لأن ﴿ورسولاً﴾ يجوز أن يكون معطوفاً
ويجعله رسولاً، والوقف أجوز لتباعد الع
بالكسر ﴿بإذن الله﴾ ج والثاني كذلك للتفص
ج للعطف ﴿وأطيعون﴾ ه ﴿فاعبدوه﴾ ط ﴿
﴿آمنا﴾ في نظم الاستئناف مع إمكان الحال
مقصود الكلام ﴿مسلمون﴾ ه ﴿الشاهدين﴾
لأن «ثم» لترتيب الإخبار. ﴿والآخرة﴾ ز
﴿ناصرين﴾ ه ﴿أجورهم﴾ ط ﴿الظالمين﴾
بها المعرّف. ﴿فيكون﴾ ط ﴿الممترين﴾ ه .

تفسير
غرائب القرآن
ورغائب الفرقان
تأليف
العلامة نظام الدين الحسن بن محمد بن حسين القمي النيسابوري
ضبطه وخرج آياته وأحاديثه
الشيخ زكريا عميرات
المجلد الثالث
الأجزاء ٣ - ٦



التفسير: القصة الثالثة قصة مريم.
قالت امرأة عمران﴾ [آل عمران: ٣٥] لمـ
يجيء، في سورة مريم ﴿فأرسلنا إليها روحـ
الأنبياء لقوله تعالى: ﴿وما أرسلنا قبلك إلا رجالاً نوحي إليهم﴾ [الأنبياء: ٧] فإرسال جبريل إليها إما أن يكون كرامة لها عند من يجوّز كرامات الأولياء، وإما أن يكون إرهاصاً لعيسى وهو جائز عندنا وعند الكعبي من المعتزلة، أو معجزة لزكريا وهو قول جمهور المعتزلة. ومن الناس من قال: إن ذلك كان على سبيل النفث في الروع والإلهام كما في حق أم موسى ﴿وأوحينا إلى أم موسى﴾ [القصص: ٧]. ثم إنه تعالى مدحها بالاصطفاء ثم بالتطهير ثم بالاصطفاء ولا يجوز أن يكون الاصطفاآن بمعنى واحد للتكرار والصرف، فحمل المفسرون الاصطفاء الأول على ما اتفق لها من الأمور في أول عمرها منها قبول تحريرها مع كونها أنثى، ومنها قال الحسن: ما غذتها أمها طرفة عين بل ألقتها إلى زكريا وكان رزقها من عند الله، ومنها تفريغها للعبادة، ومنها إسماعها كلام الملائكة شفاهاً ولم يتفق ذلك لأنثى غيرها إلى غير ذلك من أنواع اللطف والهداية والعصمة في حقها. وأما التطهير فتطهيرها عن الكفر والمعصية كما قال في حق أزواج النبي ﷺ وأهل بيته ﴿ويطهركم تطهيراً﴾ [الأحزاب: ٣٣]. وعن مسيس الرجال وعن الحيض والنفاس قالوا: كانت لا تحيض وعن الأفعال





ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ



...نا اس حدیث پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا عمل تھا۔ جماعت اہل حدیث کا آج ...تر بھی جائز ہیں مگر وتر آخری ایک رکعت ہی کا نام ہے۔ حضرت عبداللہ بن ...کو فقیہ جانتے تھے اور ان کے عمل شرعی کو حجت گردانتے تھے۔ اس سے ...اس باب سے مطابقت ہے۔

(۳۷۶۶) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے ابو التیاح نے بیان کیا' انہوں نے حمران بن ابان سے سنا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ ایک خاص نماز پڑھتے ہو۔ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور ہم نے کبھی آپ کو اس وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپ نے تو اس سے منع فرمایا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مراد عصر کے بعد دو رکعت نماز سے تھی۔ (جسے اس زمانے میں بعض لوگ پڑھتے تھے)

۲۹- بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

باب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا بیان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحب زادی اور آپ کو نہایت عزیز تھیں۔ ان کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ۲ھ میں ہوا۔ حسن رضی اللہ عنہ' حسین رضی اللہ عنہ اور محسن رضی اللہ عنہ تین لڑکے اور تین لڑکیاں زینب' ام کلثوم اور رقیہ پیدا ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ مہینے یا آٹھ مہینے بعد ان کا انتقال ہوا۔ چوبیس' یا انتیس یا تیس برس کی عمر پائی علی اختلاف الاقوال۔ رحمہا اللہ (وحیدی)

٣٧٦٧- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي)).

(۳۷۶۷) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا' کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا' ان سے عمرو بن دینار نے' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے' جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے باب علامات النبوۃ میں دوسری سند سے وصل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث قوی دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ والی اور اپنے بعد والی سب عورتوں سے افضل ہیں۔

٣٠- بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا

باب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

ان کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص پیاری بیوی ہیں۔ بڑی ہی

فبكيتُ، فلما رأى جَزَعي سارَّني الثانيةَ قال: «يا فاطمة! ألا ترضين أن تكوني سيدةَ نساءِ أهلِ الجنّة أو نساء المؤمنين؟». وفي رواية: فسارَّني فأخبرني أنه يُقْبَض في وجعه، فبكيتُ، ثم سارَّني فأخبرني أني أوّل أهل بيته أتْبعه، فضحكتُ.

إني. قال الطيبي: أنا مخصوص بالمدح ولك بيان، كأنه لما قيل نعم السلف أنا، قيل: لمن، قيل: لك. (فبكيت) وفي رواية: قالت: فبكيت للذي رأيت (فلما رأى جزعي) أي قلة صبري (سارني الثانية قال:) وفي رواية: فقال: (يا فاطمة ألا ترضين) وفي رواية: أما ترضين. (أن تكوني سيدة نساء أهل الجنة) أي جميعها، أو مخصوصة بهذه الأمة. وفي رواية: سيدة نساء هذه الأمة. (أو نساء المؤمنين) شك من الراوي. والحديث بظاهره يدل على أنها أفضل النساء مطلقاً حتى من خديجة وعائشة ومريم وآسية وقد تقدم الخلاف والله أعلم. (وفي رواية: فسارني فأخبرني أنه يقبض) أي يموت (في وجعه فبكيت. ثم سارني فأخبرني أني أول أهل بيته أتبعه) بفتح فسكون ففتح. وفي نسخة بتشديد التاء الفوقية وكسر الموحدة، أي ألحقه. (فضحكت) وتوضيحه ما في الذخائر أنه قال: وفي رواية بعد قول عائشة: حتى إذا قبض سألتها فقالت: إنه حدثني أنه كان جبريل يعارضه القرآن كل عام مرة وأنه عارضني به في هذا العام مرتين ولا أرى إلا قد حضر أجلي وإنك أول أهلي لحوقاً بي ونعم السلف أنا لك، ثم سارني وذكر مثل الأوّل. أخرجهما مسلم(1) ...

ودلاً وهدياً وحديثاً برسول الله ﷺ في قيا...

وكانت إذا دخلت على رسول الله ﷺ قام ...

دخل عليها قامت له فقبلته وأجلسته في م...

عليه فقبلته ثم رفعت رأسها فبكت ثم أكب...

لأظن أن هذه من أعقل نسائنا فإذا هي من...

حين أكببت على النبي ﷺ ورفعت رأسك...

حملك على ذلك، قالت: إني إذاً لبذرة ا...

أسرع أهله لحوقاً به فذلك حين ضحكت...

الترمذي: حسن غريب. وفي الذخائر عن...

إتيان فاطمة وأوّل من يدخل عليه إذا قدم...

رسول الله ﷺ إذا قدم من غزو أو سفر بد...

أزواجه. أخرجه أبو عمرو. قال المؤلف:...

وهي أصغر بناته في قول، وهي سيدة نس...

الثانية من الهجرة في شهر رمضان وبنى...

---

(١) مسلم في صحيحه ٤/ ١٩٠٤ حديث رقم ...

(٢) أبو داود ٥/ ٣٩١ حديث رقم ٥٢١٧. والت...

(٣) أحمد في المسند ٥/ ٢٧٥.

مرقاة المفاتيح

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١هـ

تحقيق

الشيخ جمال عيتاني

الجزء الحادي عشر

دار الكتب العلمية

٥٨٣٦ — فَاطِمَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ ، وَأَنْتَ أَعَزُّ إِلَيَّ مِنْهَا ، قَالَهُ لِعَلِيٍّ - (طس) عن أبي هريرة - (صح)

٥٨٣٧ — فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ ، وَعَقَدَ بِيَدِهِ تِسْعِينَ - (حم ق) عن أبي هريرة (صح)

فيض القدير
شرح الجامع الصغير
للعلامة المناوي

وهو شرح
محمد المدعو بعبد الرؤوف المناوي
على كتاب الجامع الصغير من أحاديث البشير النذير
للحافظ جلال الدين عبد الرحمن السيوطي

الجزء الرابع

جميع حقوق التعليق والنقل محفوظة

١٣٩١ هـ — ١٩٧٢ م

الطبعة الثانية
دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت — لبنان

حجر ولوضوح ماقاله السبكي تبعه عليه المحققون قال فأفضلهن فاط
لكونه خصها بالبضعة منه دونهن ولتجرعها ألم فقده دونهن لوتهن
يلحق بها أخواتها في تفضلهن أيضا على أمهن بل نظر بعض الأئمة
شرف عظيم فهو كتفضيل المصحف على كتب العلم وبه يعلم
الشهاب قال في المطامح والتحقيق أن الفضيلة رتبة ذاتية فعائشة
الخلق درجة فيها وفاطمة فضيلتها بالذات والاتصال وكذا
إنما شرفت بالمهدي الذي يخرج منها وهذا كفر لاغبار عليه
وقد كفر وامتحن من أجلها فإنما قال ذلك من قلة الدين وا
على السهيلي ونسب إليه مالم يقله فإنه لم يقل إنها شرفت بالمهدي
مابين التعبير وعبارة السهيلي في روضه عند كلامه على خبر إنها
أمها وأخواتها وقد تكلم الناس في المعنى الذي سادت به غيرها
صلى الله عليه وسلم فكن في صحيفته ومات سيد العالمين في حيا
عن عائشة أنه عليه الصلاة والسلام قال لها هي خير بناتي لأنه
في آخر الزمان من ذريتها مخصوصة بذلك كله ، هذه عبارة
إليه والتعصب يضيع العجائب؛ وفي الفتاوى الظهيرية للحنفية أ
بعد ساعة لئلا تفوتها صلاة قال ولذلك سميت الزهراء وقد ذكر
ذوي القربى وأورد فيه حديثين أنها حوراء آدمية طاهرة مطهرة
وفي الدلائل للبيهقي أن المصطفى صلى الله تعالى عليه وعلى آله و
بعد؛ وفي مسند أحمد وغيره أنها لما احتضرت غسلت نفسها وأوصت أن لا يكشفها أحد فدفنها علي بغسلها ذلك وذكر
العلم العراقي أن فاطمة وأخاها إبراهيم أفضل من الخلفاء الأربعة بالاتفاق (تتمة) قال ابن حجر في الفتح أقوى
ما استدل به على تقديم فاطمة على غيرها من نساء عصرها ومن بعدهن خبر إن فاطمة سيدة نساء العالمين إلا مريم
وأنها رزئت بالنبي صلى الله عليه وسلم دون غيرها من بناته فإنهن متن في حياته فكن في صحيفته ومات في حياتها فكان
في صحيفتها قال وكنت أقول ذلك استنباطا إلى أن وجدته منصوصاً في تفسير الطبري عن فاطمة أنه ناجاها فبكت ثم
ناجاها فضحكت فذكر الحديث في معارضة جبريل له بالقرآن مرتين وأنه قال أحسب أني ميت في عامي هذا وأنه لم
ترزأ امرأة من نساء العالمين مثل مارزئت فلا تكوني دون امرأة منهن صبراً فبكت فقال أنت سيدة نساء أهل الجنة
إلا مريم فضحكت (ك) في فضائل أهل البيت (عن أبي سعيد) الخدري قال الحاكم صحيح وأقره الذهبي ورواه أيضا
عنه أحمد والطبراني قال ابن حجر وإسناده حسن وإذا ثبت ففيه حجة لمن قال امرأة فرعون ليست بنبية . (فاطمة
أحب إليّ منك) ياعلي بن أبي طالب (وأنت أعز عليّ منها) وقوله (قاله لعليّ) مدرج لابيان من الصحابي أو من المصنف
(طس عن أبي هريرة) قال قال علي يارسول الله أيما أحب إليك أنا أم فاطمة؟ فذكره قال الهيثمي رجاله رجال الصحيح

(فتح) بالبناء للمفعول وفي رواية للبخاري فتح الله (اليوم) نصب على الظرفية (من ردم يأجوج
ومأجوج) من سدهم الذي بناه ذو القرنين (مثل) بالرفع مفعول ناب عن فاعله (هذه) أي الحلقة القصيرة

...هاجها، ونَسْجنَ على مِنوالها.

...أتِ مِنكُنَّ بِفَٰحِشَةٖ مُّبَيِّنَةٖ يُضَٰعَفۡ لَهَا ٱلۡعَذَابُ

...ات الفضيلة، ولذا فضل حدُّ الأحرار على
...ما كانت منزلتُهن في الشرف تزيد على منزلة
...ن، وضاعف ثوابهن على طاعتهن. وقال:
...تَعۡمَلۡ صَٰلِحٗا نُّؤۡتِهَآ أَجۡرَهَا مَرَّتَيۡنِ وَأَعۡتَدۡنَا لَهَا رِزۡقٗا

...إِنِ ٱتَّقَيۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِٱلۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ ٱلَّذِي فِي قَلۡبِهِۦ

...ة حُرْمَةِ الرسول ﷺ، والتصاون عن تَطمُّع

...لا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِ ٱلۡأُولَىٰۖ وَأَقِمۡنَ ٱلصَّلَوٰةَ
...إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذۡهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجۡسَ أَهۡلَ ٱلۡبَيۡتِ
وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرٗا﴾.

«الرجس»: الأفعالُ الخبيثةُ والأخلاقُ الدنيئة؛ فالأفعال الخبيثة الفواحش ما ظهرَ منها وما بطن، وما قلّ وما جلّ. والأخلاقُ الدنيئةُ الأهواءُ والبِدَعُ كالبخل والشحّ وقَطْعِ الرَّحِم، ويريد بهم الأخلاقَ الكريمةَ كالجُودِ والإيثار والسخاء وصِلَةِ الرَّحِم، ويديم لهم التوفيق والعصمة والتسديد، ويُطهرهم من الذنوب والعيوب.

قـولـه جـل ذكـره: ﴿وَٱذۡكُرۡنَ مَا يُتۡلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنۡ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ وَٱلۡحِكۡمَةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا﴾.

أذكُرْنَ عظيمَ النعمة وجليل الحالةِ التي تجري في بيوتكن؛ من نزول الوحي ومجيء الملائكة، وحُرْمَةِ الرسول - ﷺ - والنور الذي يقتبس في الآفاق، ونور الشمس الذي يَنبسط على العالم، فاعرفن هذه النعمة، وَارعين هذه الحُرمة.

قوله جل ذكره: ﴿إِنَّ ٱلۡمُسۡلِمِينَ وَٱلۡمُسۡلِمَٰتِ﴾.

الإسلام هو الاستسلام، والإخلاص، والمبالغة في المجاهدة والمكابدة.

﴿وَٱلۡمُؤۡمِنِينَ وَٱلۡمُؤۡمِنَٰتِ﴾.

تفسير القشيري
المسمى
لطائف الإشارات
تأليف
الإمام أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن بن عبد الملك
القشيري النيسابوري الشافعي
المتوفى ٤٦٥ هـ
وضع حواشيه وعلق عليه
عبد اللطيف حسن عبد الرحمن
الجزء الثالث
المحتوى:
أول سورة الروم - آخر سورة الناس



الفتوحات المكية

تأليف
الشيخ الإمام خاتم الأولياء أبي بكر محيي الدين
محمد بن علي بن محمد بن أحمد بن عبد الله الحاتمي
المعروف بابن عربي
المتوفى سنة ٦٣٨هـ

ضبطه وصححه ووضع فهارسه
أحمد شمس الدين

الجزء الأول

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

المنكرين لا على المعترفين، وعلى أهل الدعاوى وأصحاب الحظوظ لا على من قال ما لي حق ولا حظ، ولما كان رسول الله ﷺ عبداً محضاً قد طهّره الله وأهل بيته تطهيراً وأذهب عنهم الرجس وهو كل ما يشينهم فإن الرجس هو القذر عند العرب هكذا حكى الفرّاء، قال تعالى: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [سورة الأحزاب: الآية ٣٣] فلا يضاف إليهم إلاّ مطهر ولا بدّ فإن المضاف إليهم هو الذي يشبههم، فما يضيفون لأنفسهم إلاّ من له حكم الطهارة والتقديس، فهذه شهادة من النبيّ ﷺ لسلمان الفارسيّ بالطهارة والحفظ الإلهيّ والعصمة حيث قال فيه رسول الله ﷺ: **«سلمان منّا أهل البيت»** وشهد الله لهم بالتطهير وذهاب الرجس عنهم.

وإذا كان لا ينضاف إليهم إلاّ مطهر مقدس وحصلت له العناية الإلهيّة بمجرد الإضافة فما ظنك بأهل البيت في نفوسهم فهم المطهرون بل هم عين الطهارة، فهذه الآية تدل على أن الله قد شرك أهل البيت مع رسول الله ﷺ في قوله تعالىٰ: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ [سورة الفتح: الآية ٢] وأي وسخ وقذر أقذر من الذنوب وأوسخ؟ فطهّر الله سبحانه نبيه ﷺ بالمغفرة فما هو ذنب بالنسبة إلينا لو وقع منه ﷺ لكان ذنباً في الصورة لا في المعنى، لأن الذم لا يلحق به على ذلك من الله ولا منا شرعاً، فلو كان حكمه حكم الذنب لصحبه ما يصحب الذنب من المذمّة ولم يصدق قوله: ﴿لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ فدخل الشرفاء أولاد فاطمة كلهم ومن هو من أهل البيت مثل سلمان الفارسي إلى يوم القيامة في حكم هذه الآية من الغفران، فهم المطهرون اختصاصاً من الله وعناية بهم لشرف محمد ﷺ وعناية الله به، ولا يظهر حكم هذا الشرف لأهل البيت إلاّ في الدار الآخرة فإنهم يحشرون مغفوراً لهم. وأما في الدنيا فمن أتى منهم حدّاً أقيم عليه كالتائب إذا بلغ الحاكم أمره وقد زنى أو سرق أو شرب أقيم عليه الحدّ مع تحقق المغفرة كماعز وأمثاله ولا يجوز ذمّه، وينبغي لكل مسلم مؤمن بالله بما أنزله أن يصدق الله تعالىٰ في قوله: ﴿لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ فيعتقد في جميع ما يصدر من أهل البيت أن الله قد عفا عنهم فيه، فلا ينبغي لمسلم أن يلحق المذمّة بهم ولا ما يشنأ أعراض من قد شهد الله بتطهيره وذهاب الرجس عنه لا بعمل عملوه ولا بخير قدموه بل سابق عناية من الله بهم ﴿ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ [سورة الحديد: الآية ٢١].

وإذا صحّ الخبر الوارد في سلمان الفارسي فله هذه الدرجة فإنه لو كان سلمان على أمر يشنؤه ظاهر الشرع وتلحق المذمّة بعامله لكان مضافاً إلى أهل البيت من لم يذهب عنه الرجس، فيكون لأهل البيت من ذلك بقدر ما أضيف إليهم وهم المطهرون بالنص فسلمان منهم بلا شك، فأرجو أن يكون عقب علي وسلمان تلحقهم هذه العناية كما لحقت أولاد الحسن والحسين وعقبهم وموالي أهل البيت فإن رحمة الله واسعة يا ولي. وإذا كانت منزلة مخلوق عند الله بهذه المثابة أن يشرف المضاف إليهم بشرفهم وشرفهم ليس لأنفسهم وإنما الله تعالىٰ هو الذي اجتباهم وكساهم حلة الشرف، كيف يا وليّ بمن أضيف إلى من له الحمد

فلا يُضاف إليهم إلاَّ مطهر ولا بدَّ، فإن المضاف إليهم هو الذي يشبههم، فما يضيفون لأنفسهم إلاَّ من له حكم الطهارة والتقديس، فهذه شهادة من النبي ﷺ لسلمان الفارسي بالطهارة والحفظ الإلهي والعصمة حيث قال فيه رسول الله ﷺ:

«سَلْمَانُ مِنَّا أهلَ البَيْتِ[1]».

وشهد الله لهم بالتطهير وذهاب الرجس عنهم.

وإذا كان لا يُضاف إليهم إلاَّ مطهر مقدس وحصلت له العناية الربَّانية الإلهية بمجرد الإضافة، فما ظنك بأَهْل البيت في نفوسهم، فهم المُطهرون، بل هم عين الطهارة، فهذه الآية تدل على أن الله تعالى قد شرك أَهْل البيت مع رسول الله ﷺ في قوله تعالى:

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ... صِرَاطاً مُّسْتَقِيماً﴾ [الفتح:٢].

وأي وسخ وقذر أقذر من ال... بالمغفرة مما هو ذنب بالنسبة إلينا، ... المعنى؛ لأن الذم لا يلحق به على ... الذنب لصحبه ما يصحب الذنب ... عَنكُمُ الرِّجْسَ أهلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ ...

فدخل الشرفاء أولاد فاطمة كل... مثل سلمان الفارسي رضي الله عنه إلى يوم ... المطهرون اختصاصًا من الله وعناية ... حكم هذا الشرف لأَهْل البيت إلاَّ ... وأما في الدنيا فمن أتى منهم حدًا أقي...

(١) رواه الحاكم في المستدرك (٣/٦٩١...

الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ

تأليف

الإمام الشيخ يوسف بن إسماعيل النبهاني

المتوفى ١٣٥٠هـ رحمه الله

تخريج وتعليق

أحمد فريد المزيدي



[الأحزاب:33].

قال سيدي محيي الدين -قدَّس الله سرّه- في الباب التاسع من «فتوحاته»: ولمَّا كان رسول الله ﷺ عبدًا محضًا قد طهّره الله، وأهل بيته تطهيرًا، وأذهب عنهم الرجس، وكل ما يشينهم، فإن الرجس هو القَذَرُ عند العرب، هكذا حكى القراء، قال الله تعالى: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ

(1) الإلهي الذي لا يـ ... ـير خلاف النقيصة والنقص

انتهى. قال الله تـ ... [النساء:32]، وفي الحديث:

«سلوا الله من فـ ...). وقد شبّه الجهل والفضل

بأنهار وعيون يُـ ... ـد، فتكون الاستعارة مكنية،

وذكر «الكرع» هـ ... ـل» وهي تصدق بكل وصف

ذميم، فإن الاتصـ ... ـع) فإنها تَعُمُّ كلَّ خُلُق كريم،

فكأنه طلب التـ ... ـم ﷺ، ولا يَسْلم العبد كمال

السلامة، ويكرع ... المشافهة يتلقى منه.

حكى الشعراني ... ـدته: رأيت رسول الله ﷺ في

المنام، فقالت له: ... به، فقالت: الآن ابتدأت في

مقام الرجولية، أ...

فتح الكريم الخالق
في حل ألفاظ الدر الفائق
في الصلاة على أشرف الخلائق ﷺ
للشيخ العلامة سيدي مصطفى بن كمال الدين البكري
المتوفى سنة ١١٦٢هـ
تأليف
الشيخ العلامة علي المكي ابن محمد بن أحمد بن حسن مكي
المتوفى بمكة سنة ١٢٨٩هـ
ويليه
كروم عريش التهاني
شرح صلوات ابن مشيش الداني
لسيدي مصطفى بن كمال الدين البكري
تحقيق وتخريج وتعليق
الشيخ أحمد فريد المزيدي
DKI

لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ [الأحزاب:33] فلا يضاف إليهم إلا مطهَّر ولا بدَّ، فإن المضاف إليهم هو الذي يشبههم فما يضيفون لأنفسهم إلا مَنْ له حكم الطهارة والتقديس، فهذه شهادة من النبي ﷺ لسلمان الفارسيّ بالطهارة، والحفظ الإلهي والعصمة حيث قال فيه رسول الله ﷺ: «سلمان منّا أهل البيت»[1].

وشهد الله لهم بالتطهير، وذهاب الرجس عنهم، وإذا كان لا يضاف إليهم إلا مطهَّر مقدَّس، وحصلت له العناية الإلهية بمجرد الإضافة فما ظنُّك بأهل البيت في نفوسهم، فهم المطهرون، بل هم عين الطهارة، فهذه الآية تدل على أن الله تعالى قد جمع أهل البيت مع رسول الله ﷺ في قوله: ﴿لِّيَغْفِرَ لَكَ ٱللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ [الفتح:2].

فهذه شهادة من النبي ﷺ لسلمان الفارسي بالطهارة والحفظ الالهي والعصمة، حيث قال فيه رسول الله ﷺ: « سلمان منا أهل البيت »، وشهد الله لهم بالتطهير وذهاب الرجس عنهم، وإذا كان لا ينضاف إليهم إلاّ مطهر مقدس وحصلت له العناية الربانية الالهية بمجرد الاضافة. فما ظنك باهل البيت في نفوسهم فهم المطهرون، بل عين الطهارة، فهذه الآية تدل علىٰ ان الله سبحانه وتعالىٰ قد شرك أهل البيت مع رسول الله ﷺ في قوله تعالىٰ ﴿ **ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر** ﴾.

وأي وسخ وقذر أقذر من الذنوب وأوسخ فطهر الله نبيه بالمغفرة مما هو ذنب بالنسبة الينا، لو وقع منه ﷺ لكان ذنباً في الصورة لا في المعنى، لان الذم لا يلحق به علىٰ ذلك من الله، ولا منا شرعاً، فلو كان حكمه حكم الذنب لصحبه ما يصحب الذنب من المذمة، ولم يكن يصدق في قوله ﴿ **ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيراً** ﴾.

فدخل الشرفاء أولاد
مثل سلمان الفارسي ﵁
المطهرون اختصاصاً من الله
ولا يظهر حكم هذا الشرف
لهم، وأما في الدنيا فمن أتىٰ
أو سرق أو شرب أقيم عليه

وينبغي لكل مسلم
﴿ **ليذهب عنكم الرجس أهل**
أولاد فاطمة رضي الله عنها
لهم ولا يشنؤ اعراض من
عملوه ولا بخير قدموه، بل
من يشاء والله ذو الفضل

فإذا صح الخبر الوارد
يشنؤه الله وتلحقه المذمة من

رشفة الصادي
من بحر فضائل بني النبي الهادي

تأليف
السيد أبي بكر شهاب الدين العلوي الحضرمي

تحقيق
السيد علي عاشور

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

فصل

[في وجوب وجود الإمام المعصوم]

وهو أصل: إعلم أيها الأخ الصادق، والحميم الموافق، أن العصر لم يزل مفتقراً إلىٰ وجود إمام معصوم يشرّع الأحكام، ويأمر بالحلال، وينهىٰ عن الحرام، ويدل علىٰ الله، ويعرّف بالله، ولا يصح هذا المقام، بل لا يصح هذا المرام إلّا للنبي الأمي، ولذريته عليهم السلام، ولاشك في عصمتهم، ولا ريب في طهارتهم؛ لقول الله تعالىٰ: ﴿إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت﴾[1] الآية. ومن شرطهم العدل، والإنصاف، وإلىٰ غير ذلك من الأوصاف، لقوله تعا

فدل علىٰ أن غير المعصوم ظال

خليله فلينظر أحدكم من يخالل»[3].

وقال أمير المؤمنين علي عليه السلام:

ولا تـصحب أخـا الجـهل

فكـم مـن جـاهل أردى

يـقاس المـرء بـالمرء

وللشـيء عـلىٰ الشـيء

---

١ ـ سورة الأحزاب: ٣٣.

٢ ـ سورة البقرة: ١٢٤.

٣ ـ مسند أحمد: ٢ / ٣٠٣، سنن أبي داود: ٢

المستدرك: ٤ / ١٧١.

٤ ـ دستور معالم الحكم لابن سلامة: ٢٠٠، تار

العمال: ٩ / ١٧٩ ح ٢٥٥٩٢.

الجزؤ الثانى

من

الفواتح الالهية والمفاتح الغيبية

الموضحة للكلم القرآنية والحكم الفرقانية

للولى الكامل المحقق العارف المكاشف المدقق الامام العالم الربانى الشيخ نعمة الله بن محمود النخجوانى قدس الله روحه وافاض علينا فتوحه



الطبعة الاولى

فى المطبعة العثمانية بدار الخلافة العلية الاسلامية بظل حضرة امير المؤمنين وخليفة رسول رب العالمين السلطان ابن السلطان السلطان العادل الغازى (عبد الحميد) خان الثانى لازال محفوظا بالسبع المثانى ادام الله اجلاله وخلافته وايده بنصرته وتوفيقه الى يوم الدين

قد طبع هذا التفسير الشريف والاثر المنيف بتصديق من مجلس (تدقيق المؤلفات الشرعية) المنعقد فى دائرة المشيخة الجليلة الاسلامية وبورقة الرخصة الصادرة من نظارة الجليلة المعارف العمومية المؤرخة بتاريخ ١٨ ربيع الاول سنه ١٣٢٥ والمرقمة برقم ٣٥

من الحالات الطارئة عليها ...
وتنبيها عليهن فقال ﴿ يا نـ ...
وسلم ليس فى الكرامة والـ ...
اثنين ايضا لنسبتكن اليه ...
صلى الله عليه وسلم قد سرت ا ...
من شأنكن التحصن والتـ ...
ان تردن ان تتصفن بالتقو ...
تلطفن ﴿ بالقول ﴾ والتكـ ...
عن سؤالهم هيئات لينات ...
من الرجال ﴿ فيطمع الذى ...
فى قولكن ﴿ و ﴾ بالجملة ...
مستحسنا عقلا و شرعا بـ ...
﴿ وقرن فى بيوتكن ﴾ بـ ...
بلا ضرورة رعاية لمرتبتكـ ...
والخروج احيانا عليكن انه ...
الناظرين ﴿ تبرج الجاهلية ...
التى هى جاهلية الكفر والجـ ...
بالذكر و ان كانت كلتاهما مـ ...
فيها يتزين بأنواع الزينة ويظـ ...
سبيل الغنج والدلال وانواع ...
التى الاجتناب عن مطلق المـ ...
الصلوات النوافل والمفروضـ ...
علمتن من النبى صلى الله تعالـ ...
وانواع الامراض العضال المتولدة من حب الدنيا وامانيها الى جمع اموالكن النصاب المقدر فى الشرع ﴿ و ﴾ بالجملة ﴿ أطعن الله ورسوله ﴾ اطاعة مقارنة بكمال الخشوع والخضوع والتذلل التام بالعزيمة الصحيحة الخالية عن شوب الرياء والرعونات مطلقا فى جميع ما امرتن بها ونهيتن عنها وبالجملة ﴿ انما يريد الله ﴾ المراقب المصلح لاحوال عباده الخلص باتيان امثال هذه المواعظ والتذكيرات البليغة والتنبيهات العجيبة البديعة ﴿ ليذهب عنكم الرجس ﴾ ويزيل عنكم القذر المستقبح المستهجن عقلا وشرعا بالمرة يا ﴿ اهل البيت ﴾ المجبولين على كمال الكرامة والنجابة والعصمة والعفاف ﴿ ويطهركم ﴾ عن ادناس الطبيعة واكدار الهيولى المانعة عن الصفاء والنقاء الجبلى الذاتى ﴿ تطهيرا ﴾ بليغا وتنظيفا لطيفا متناهيا بحيث لا يبقى فيكم شائبة شين و وصمة عيب ونقصان اصلا ❁ ذكر الضمير لان النبى وعليا وابنيه صلى الله عليه وعليهم فيهم فغلب هؤلاء الذكور الاشراف السادة على فاطمة وازواج النبى رضوان الله عليهن ﴿ و ﴾ بعدما قد سمعتن يا نساء النبى مايليق وينبغى بشأنكن ﴿ اذكرن ﴾ فى عموم الاوقات والحالات ﴿ مايتلى ﴾ عليكن لاصلاح احوالكن وتكميلكن فى الدين

وشهد رسول الله لسلمان الفارسي بالطهارة والحفظ الإلهي والعصمة حيث قال: «سلمان منا أهل البيت» وفيه قال رسول الله ﷺ «لو كان الإيمان بالثريا لناله رجال من فارس»(1) وأشار إلى سلمان الفارسي.

وكان سلمان من خيار الصحابة وزهادهم وفضلائهم وذوي القرب من رسول الله ﷺ. قالت عائشة: كان لسلمان مجلس من رسول الله ﷺ بالليل حتى كان يغلبنا على رسول الله. وسئل علي

الآخر وهو بحر لا ينزف وهو منا

بحفر الخندق لما جاءت الأحزاب

والأنصار في سلمان وكان رجلاً

وقيل إنه عاش ٣٥٠ سنة فأما ٢٥٠

من تسمى

كانت العرب تسمع من أهل

اسمه (محمد) فسمى من بلغه ذلك

محمد بن الخزاعي بن حزابة من

أبرهة باليمن فكان معه على دينه

فذلكم ذو التاج منا محمد

وكان في بني تميم محمد

يكون للعرب نبيٌّ اسمه محمد

ومحمد الأسيدي ومحمد الفقيمي

هذا ما وجدته في طبقات ابن

أنهم كانوا ينتظرون ظهور نبي في

عبادة

الصنم ينحت من خشب ويصـ

ما كان له جسم أو صورة، فإن لم يكن له جسم أو صورة فهو وثن. قال ابن الأثير: الفرق بين الوثن والصنم أن الوثن كل ما له جثة معمولة من جواهر الأرض

---

(١) أخرجه الإمام أحمد في المسند، كتاب المكثرين، باب مسند المكثرين، حديث رقم (٩٠٣٨).

(٢) السيرة النبوية (١/ ٧٢).

۶۸۔ آیت تطہیر کے مصداق اور خلافت خلفاء اربعہؓ

(آنجنابؒ سے آیتِ تطہیر کے مصداق اور خلافتِ خلفاء اربعہؓ کے متعلق استفسار کیا گیا، آپؒ ارشاد فرماتے ہیں)

حضرت شیخ اکبرؒ کے کشفی بیان سے بھی مطابق روایات کثیرہ یہی پایا جاتا ہے کہ آیت مبارکہ تطہیر
انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا [1] کا نزول آل کسا یعنی سیدۃ

[1] القرآن، الاحزاب، آیت ۳۳

النساء وحسن وحسین وعلی علیہم السلام کی شان میں ہے چنانچہ باب ۲۹ فتوحات میں لکھتے ہیں فدخل الشرفاءُ اولاد فاطمۃ کلھمؓ ومن ھو من اھل البیت مثل سلمان الفارسیؓ الی یوم القیامۃ فی حکم ھذہ الآیۃ من الغفران فھم المطھرون اختصاصاً من اللّٰہ وعنایتہ بھم بشرف محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وعنایۃ اللّٰہ بہٖ ولا یظھر حکم ھذا الشرف لا ھل البیت الا فی الدار الآخرۃ فانھم یحشرون مغفوراً لھم واما فی الدنیا فمن اتیٰ منھم حداً اقیم علیہ کا لتائب اذا بلغ الحاکم امرہٗ وقد زنی اوسرق او شرب اقیم علیہ الحدمع تحقق المغفرۃ کما عزوامثالہٖ ولا یجوز ذمُّہ وینبغی لکل مسلم یومن باللّٰہِ وبما انزلہٗ ان یصدق اللّٰہ تعالیٰ فی قولہٖ (لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا) فیعتقد فی جمیع ما یصدر من اھل البیت ان اللّٰہ تعالیٰ قد عفا عنھم فیہ فلا ینبغی لمسلم ان یلحق المذمۃ بھم ولا ما یشناٗ اعراض من قد شھد اللّٰہ بتطھیرہٖ وذھاب الرجس عنہ لابعمل عملوہ ولا بخیر قد موہ بل بسابق عنایتہ من اللّٰہ بھم ذالک فضل اللّٰہ یوتیہِ من یشآءُ واللّٰہ ذوالفضل العظیم [1]

شرفاء اولاد فاطمہؓ سارے اور وہ جو اہلبیت میں سے ہیں جیسے سلمان فارسیؓ قیامت تک اس حکم غفران میں داخل ہوئے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے اختصاص اور ان پر جو اس کی عنایت ہے اس کی وجہ سے مطہر ہیں بہ سبب حضرت محمد ﷺ کے شرف اور اللہ تعالیٰ کی ان پر عنایت کے اور اہل بیت کیلئے اس شرف کا حکم دار آخرت ہی میں ظاہر ہوگا بے شک وہ بخشے ہوئے اٹھائے جائیں گے دنیا میں ان میں سے جو حد کا مرتکب ہوگا اس پر حد قائم کی جائے گی جیسے توبہ کرنیوالا کہ باوجود تحقق مغفرت کے جب اس کا معاملہ حاکم کے پاس پہنچے تو زنا چوری یا شراب کی حد اس پر قائم کی جائے گی جیسا کہ ماعز اور اس جیسے لوگ اور اس کی مذمت کرنا جائز نہیں۔ ہر مسلمان جو اللہ اور قرآن پر ایمان رکھتا ہے کے لیے مناسب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان **لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا** کی تصدیق کرے اور اہل بیت سے صادر ہوئے تمام کاموں میں اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے پس مسلمان کے لیے مناسب نہیں کہ ان کی مذمت کرے جن کی تطہیر اور اس پلیدی کے دور کرنے کی اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے (یہ) ان کے کسی عمل کرنے یا کسی خیر (بھلائی) کو مقدم کرنے کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے ساتھ اس کی سابق عنایت ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے دے اور

ل الفتوحات المکیہ، ج ۱، باب ۲۹، ص ۱۹۶، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع

اللہ بڑے عظیم فضل والا ہے یعنی سادات فاطمیہ جو قیامت تک ہونے والے ہیں، حکم میں اس آیت کے داخل ہیں۔ خواہ کیسے ہی گنہگار ہوں۔ حشر ان کا اس حالت میں ہوگا کہ مغفور ہوں گے۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی عنایت ہے، کسی عمل کا نتیجہ نہیں **اللّٰھم صل وسلم وبارک دائماً علیٰ سیدنا محمد وآلہ**

اللہ بڑے عظیم فضل والا ہے یعنی سادات فاطمیہ جو قیامت تک ہونے والے ہیں، حکم میں اس آیت کے داخل ہیں۔ خواہ کیسے ہی گنہگار ہوں۔ حشر ان کا اس حالت میں ہوگا کہ مغفور ہوں گے۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی عنایت ہے، کسی عمل کا نتیجہ نہیں اللّٰھم صل وسلم وبارک دائماً علیٰ سیدنا محمد والہٖ واصحابہٖ پھر اسی باب میں لکھتے ہیں فلو کشف اللّٰہ لک یا ولی عن منازلھم فی الآخرۃ لوددت ان تکون مولیٰ من موالیھم یعنی اے دوست اگر اللہ تعالیٰ تمہارا حجاب دور فرما کر تجھے اہل بیت کی شان اور رتبہ جو ان کو عند اللہ آخرت میں حاصل ہوگا، معائنہ کرائے تو ضرور تو تہ دل سے ان کی غلامی کو چاہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تطہیر واذہاب الرجس کی صورت انزال احکام وہدایات شرعیہ نہیں بلکہ بمعنی عفو و مغفرت ہے۔

اس بیان سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ آیت تطہیر کا مطلب اباحت و آزادی ہے برخلاف تقلید با وامر ونواہی کے بلکہ فضل وعنایت ایزدی کی بشارت ہے جو بحسب افلا اکون عبداً شکوراً پابندیٔ احکام کے منافی نہیں۔ الحاصل آیت تطہیر کا مورد خواہ امہات المومنین ہوں فقط یا مع آل کسا یا صرف آل کسا۔ ایسا ہی تطہیر دررنگ انزال احکام شرعیہ ہو، یا درصورت عفو ومغفرت، بہرکیف خطا کا صدور مطہرین سے ممکن ہے اور اس نعمت عظمیٰ یعنی قرآن کریم کا نزول چنانچہ اس پاک خاندان کی وساطت سے ہے۔

سیدۃ النساء علیہا وعلیٰ ابیہا الصلوٰۃ والسلام ک

یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانث

خلفاء ثلاثہ کے بھی اہل بیت پاکؓ نے باغ فدک کے غیر

صل علیٰ محمدٍ والہٖ واصحابہٖ عدد ما فی علم

میری ناقص رائے میں جناب سیدۃ النساء

موجب رحمت ٹھہرا یعنی اس تحریک سے سب نے سمجھ لیا

اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کا مطلب یہ

بدولت سمجھ بھی عطا ہوئی۔ یہ خیال کرنا کہ جناب سیّدۃ ال

صدیق اکبرؓ سے قطع کلام کر دیا اور سیّدنا علیؓ کو وصیت فرما

1؎ القرآن، النساء، آیت نمبر ۱۱

فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون

(اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو)

الافاضات السنیہ

الملقب بہ

فتاویٰ مہریہ

مجدد دین وملت، فاتح قادیانیت حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہ العزیز

بانیاء

حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی قدس سرہ العزیز

باہتمام

حضرت پیر سید غلام معین الدین گیلانی قدس سرہ العزیز

حضرت پیر سید شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی

سجادہ نشین گولڑہ شریف

حضرت شیخِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کشفی بیان سے بھی مُطابق روایاتِ کثیرہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آیۂ تطہیر کا نزول آلِ کسا یعنی سیدۃُ النِّسا۔ و حَسن و حُسین و علی علیہم السلام اور اُن کی اولاد کی شان میں ہے چُنانچہ وُہ باب ۲۹ فتوحاتِ مکیہ میں لکھتے ہیں :۔

فدخل الشرفاء اولاد فاطمة کلهم رضی الله عنهم ومن هو من اهل البیت مثل سلمان الفارسی رضی الله عنه الیٰ یوم القیامة فی حکم هٰذه الآیة من الغفران فهم المطهرون اختصاصًا من الله وعنایة بهم لشرف محمد صلی الله علیه وسلم وعنایة الله به ولا یظهر حکم هٰذا الشرف لاهل البیت الا فی الدار الآخرة فانهم یحشرون مغفورًا لهم واما فی الدنیا فمن اتی منهم حدا اقیم علیه کالتائب اذا بلغ الحاکم امره وقد زنیٰ وسرق اوشرب اقیم علیه الحد مع تحقق المغفرة کماعز وامثاله ولا یجوز ذمه وینبغی لکل مسلم یؤمن بالله وبما انزله ان یصدق الله تعالیٰ فی قوله (لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) فیعتقد فی جمیع مایصدر من اهل البیت ان الله تعالیٰ قد عفا عنهم فیه فلا ینبغی لمسلم ان یلحق المذمة بهم ولا ما یشنأ[1] اعراض من قد شهد الله بتطهیره وذهاب الرجس عنه لا بعمل عملوه ولا بخیر قدموه بل بسابق عنایة من الله بهم ذٰلك فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم۔

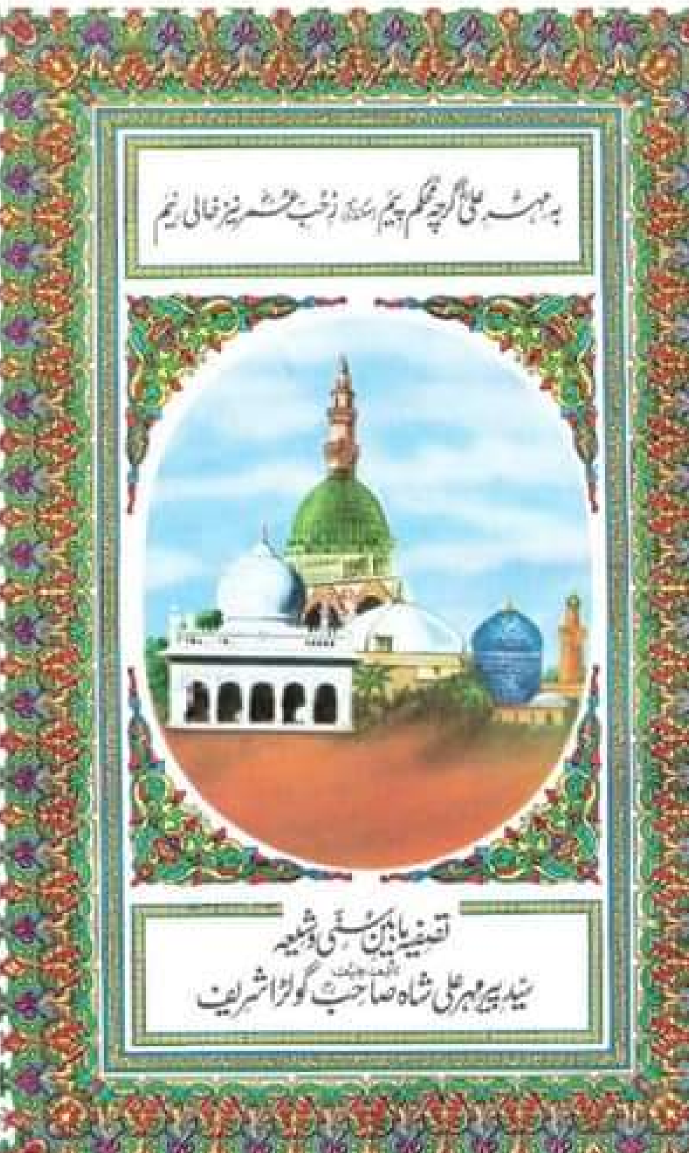
ترجمہ۔ ساداتِ فاطمیہ جو قیامت تک ہونے والے ہیں اور جو لوگ اہلِ بیتؑ میں شمار ہیں جیسے حضرت سلمان فارسیؓ سب اِس آیت کے حُکم میں داخل ہیں۔ اور وُہ خواہ کیسے ہی گُنہگار ہوں حشر اُن کا اِس حال میں ہوگا کہ مغفور ہوں گے لیکن اِس مغفرتِ کاملہ کا ظہور آخرت میں ہوگا۔ دُنیا میں اگر اُن سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جس پر شرعی حد جاری ہوتی ہے تو وُہ اُن پر بھی جاری کی جائے گی۔



[1] حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ یہاں اِس استبعاد کو رفع کرنا چاہتے ہیں جو ان حضرات ہی کو قرار دیتے ہیں۔ فیض

جیسے توبہ کے باوجود زانی پر ثبوتِ جُرم کے بعد حد لگائی جاتی ہے۔ اور جو ایک صحابی حضرت ماعزؓ کے قصہ سے ظاہر ہے جنہیں توبہ کرنے کے بعد بھی شرعی حد لگائی گئی۔ لہٰذا مُسلمان کو یہ ہرگز مناسب نہیں کہ وُہ اِن لوگوں کی مذمت یا تحقیر کرے جن کی پاکیزگی اور تحفظ کی خُود اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے۔ یہ فضل و کرم ان کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ محض عنایتِ ربانی ہے اور اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اپنا فضل کرتا ہے۔ اللّٰهم صل علیٰ سیدنا محمد وآله وصحبه۔

۵۔ آیتِ تطہیر



قال اللہ تعالیٰ ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ

ترجمہ ۔ اے (پیغمبر کے) گھر والو اللہ تعالیٰ سوا

عذاب ، ہر عیب) اور تمھیں پاک صاف کر دے

۱۔ آیۃِ تطہیر میں الفاظ "اہل البیت" سے مُراد م

(۱) بحسب کثرتِ روایات "آلِ کسا یعنی علی، حَسَ

ابُو سعید خدری رضی کا اور تابعین میں سے بھی ایک

(۲) جمہور کا قول ہے کہ لفظ اہل بیت "فریقین یعنی

(۳) تیسرا قول صحابہ میں سے ابن عباس رض اور تابعین میں

(۴) چوتھا قول جس کو ابن حجر نے صواعق میں ثعلبی

خازن میں ہے کہ زید بن ارقم کا بھی یہی قول ۔

(۵) پانچواں قول جس کو خطیب شربینی نے بقاعی

سب تعاقدار، ازواج و اولاد علیہم السلام

جیسا کہ حدیث شریف میں سلمان رض فارسی کی نس

اہل بیت سے ہے ۔

۲۔ دُوسرا قابلِ غور امر یہ ہے کہ اگر اذہاب الرجس

بغیر اس کے کہ کسی عمل کا عوض یا صلہ ہو، تو یہ معنی اُس

اور عکرمہ رض کا قول ہے نظمِ قرآنی سے نہیں سمجھا جاتا

زیادہ صحیح ہو جائیں گے یعنی اے اہل بیت اللہ تعالیٰ تم سے ناپسندیدہ اُمور کے دُور کرنے کا اور تمھیں پاک و صاف کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ جس کی صُورت یہ ہے کہ اگر تم نے اوامر و نواہیِ شرعیہ کے مُطابق عمل کیا تو اُس کا نتیجہ اور اجر تمھارے لیے یہ ہو گا کہ تم کو اللہ تعالیٰ پاک و مصفّٰے کر دے گا ۔ آیۃِ تطہیر کا یہ مطلب نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہیں اور صدورِ خطا اُن سے ناممکن ہے ۔

ایک اور آیتِ قرآنی بھی اسی دُوسرے معنی پر شاہد ہے ۔ قولہٗ تعالیٰ :-

مَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَھِّرَکُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۞ (مائدہ ۔ ۶)

